ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مؤرخہ ۱۵ / مارچ ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

نماز استخارہ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ قَالَ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ۔

ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تمام کاموں میں استخارہ کرنا اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورۃ یعنی نہایت اہتمام سے استخارہ کی دعا تعلیم کرتے تھے۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ وہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نماز پڑھے اور پھر یہ دعا مانگے۔ اللّٰھم انی استخیرک بعلمک و استقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر و لا اقدر و تعلم و لا اعلم و انت علام الغیوب اللّٰھم ان کنت تعلم و ان ھٰذا الامر خیرلی فی دینی و معاشی وعاقبۃ امری (یا آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے) فی عاجل امری و اجلہ فاقدرہ لی و یسرہ لی ثم بارک لی فیہ و ان کنت تعلم ان ھٰذا الامر شرلی فی دینی و معاشی و عاقبۃ امری (یا آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے) فی عاجل امری و اجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ یعنی اے اللہ! میں تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں تیرے علم کی مدد سے اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت سے اور چاہتا ہوں تجھ سے تیرا فضل عظیم تو ہر چیز پر قادر ہے اور میں کسی بات پر قادر نہیں تو جاننے والا ہے ہر چیز کا اور میں کچھ نہیں جانتا اور تو غیب کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں وہ کام جو میں کرنا چاہتا ہوں میرے لئے بہتر ہے دین معاش (زندگی) اور انجام کار کے اعتبار سے۔ (یا آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے) اے اللہ! اگر تیرے علم میں وہ کام جو میں کرنا چاہتا ہوں میرے لئے بہتر ہے اس دنیا میں اور آخرت میں تو قدرت دے تو اس پر مجھ کو بھی میرے لئے اس کا انتظام کر اور میرے لئے اس کو آسان بنا دے۔ پھر میرے لئے اس میں برکت عطا فرما اور اگر تیرے علم میں میرے لئے یہ کام برا ہے میرے دین زندگی اور انجام کار کے لحاظ سے (یا آپ نے یہ الفاظ فرمائے) اس دنیا میں اور آخرت میں تو میری توجہ کو اس کی جانب سے پھیر دے اور اس کا خیال میرے دل سے دور کر دے اور میرے لئے بہتری کا انتظام کر جہاں کہیں وہ ہو اور پھر مجھ کو اس سے راضی کر۔ اس کے بعد اپنی حاجت بیان کرے۔ (بخاری)

نماز حاجت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ اِلَى اللّٰهِ اَوْ اِلٰى اَحَدٍ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيُثْنِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کوئی حاجت خدا سے رکھتا ہو یا کسی آدمی سے یعنی کوئی دینی یا دنیاوی حاجت ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر خدا کی تعریف کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور پھر یہ دعا کرے۔ لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم والحمد للہ رب العلمین اسئالک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمۃ من کل بر والسلامۃ من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ھما الا فرجتہ ولا حاجۃ ھی لک رضی الا قضیتھا یا ارحم الراحمین یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ایسا معبود جو بردبار اور بخشش کرنے والا ہے پاک ہے اللہ مالک ہے عرش عظیم کا اور تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو دونوں جہان کا پروردگار ہے۔ چاہتا ہوں میں تجھ سے اے اللہ ایسا عمل کرنا جس کے سبب تیری رحمت کے نزول کا مستحق قرار پاؤں اور چاہتا ہوں وہ عمل جو موجب ہو تیری بخشش کا اور چاہتا ہوں فائدہ پانا ہر نیکی سے اور سلامتی ہر گناہ سے میرے کسی گناہ کو بخشش سے نہ چھوڑنا اور نہ میری کسی

ص۔ مشکل کو باقی رکھ اور میری کوئی حاجت نہ روک جو تیرے نزدیک پسندیدہ ہوا۔ اے رحم کرنے والے تمام رحم کرنے والوں کے (ترمذی)

شرح چندہ
پاکستان و ھندوستان میں
سالانہ چندہ ——— ۱۱ روپے
ششماہی ——— ۶ روپے
سہ ماہی ——— ۳ روپے

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

شرح چندہ بیرونی ممالک
سعودی عرب — کویت
ایران — افریقہ
ملایا، انگلینڈ، ھانگ کانگ
کے لئے عام ڈاک سے ۸۷ و ۱۸ روپے
ہوائی ڈاک سے ۔ ۔۔ ۵۴ روپے
امریکہ عام ڈاک سے ۲۴ روپے، ہوائی ڈاک ۸۰ ۶ ۸۲ روپے

فی پرچہ ۲۵ پیسے فون نمبر ۔ ۷۵۴۵ ۶

جلد ۹ | ۱۸ شوال المکرم سنہ ۱۳۸۲ھ بمطابق ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۶۳ء | شمارہ ۴۵

ولی اللہ اکیڈمی

ملک کے علمی اور اسلام دوست حلقوں میں اس مژدۂ جانفزا نے خوشی کی لہر دوڑادی ہے کہ حیدر آباد میں ایک وقف کی بناء پر شاہ ولی اللہ اکیڈمی کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے۔ حقیقت میں اس مبارک اقدام کا اصل محرک قصبہ سجاول ضلع ٹھٹھہ کے ایک علمی خاندان کا شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے رشتۂ محبت وارادت اور ان کی تعلیمات سے ..... عقیدت مندانہ لگاؤ ہے ——

۱۹۴۶ء میں اس خاندان کی ایک مخیر خاتون محترمہ زیب النسائ نے کوئی گیارہ سو ایکڑ اراضی جس کی سالانہ آمدنی پنتالیس ہزار روپیہ ہے ..... امام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے وقف کی تھی۔ اور یہ اُس ملکوتی صفت خاتون کا ایسا کارنامہ ہے جس کی خیر و برکت کا سلسلہ تا ابد جاری رہے گا اور اس کے نامۂ اعمال میں حسنات و برکات کا مسلسل اضافہ اس کے باعث ہوتا رہے گا ——

یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے اور برصغیر ہندو پاک کی تاریخ ماضی پر نگاہ رکھنے والے اس حقیقت سے انکار کی جرأت نہیں کرسکتے۔ کہ مسلمانوں کو بیدار کرنے، ان میں جدتِ افکار پیدا کرنے اور انہیں اقوام عالم میں علمی و عملی حیثیت سے ممتاز و سرافراز کرنے میں جو مجددانہ اور غیر فانی خدمات امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے سرانجام دی ہیں ان کی نظیر ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی ——

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے بڑا کمال ان کی جامعیت اور ان کی بالغ نظری ہے۔ ان کی حکمت، ان کی تعلیمات، اُن کا فلسفہ، ان کی سوچ کا انداز اور مسلمانوں کو شاہراہ ترقی پر گامزن کرنے کے لئے اُن کا پروگرام اس قدر جامع ہے اور جدید و قدیم نظریات پر اس قدر حاوی ہے کہ اسے اپنا کر نہ اسلام کے کسی حصہ کا انکار کرنا پڑتا ہے اور نہ مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان رہتے ہوئے دنیا کی موجودہ ترقی یافتہ قوموں میں کسی سے پیچھے رہ سکتے ہیں ——

اقتصادیات، معاشیات، قانون، فلسفہ، سپہ گری، انتظام سلطنت، اخلاقیات، اجتماعیات سیاسیات، غرضیکہ علم و فن کا وہ کون سا گوشہ ہے۔ اور انسانی زندگی کا وہ کون سا حصہ ہے جس پر وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی روشنی میں موجودہ تقاضوں کا حل پیش نہیں کرتے ——

مگر افسوس مسلمانوں نے ان کے افکار و نظریات سے فائدہ اٹھانے میں کوتاہی کی غیر ملکی اقتدار نے انہیں اس طرف متوجہ ہی نہ ہونے دیا۔ اور وہ اس گنج گرانمایہ کی حقیقت سے ناواقف رہے —— بھلا ہو دیوبند کا اور ان میں سے بالخصوص۔ امام انقلاب، مفکر اسلام حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا جنہوں نے لوگوں کو ولی اللہی افکار و نظریات سے روشناس کرایا اور ان کی حقیقی قدر و منزلت واضح کر کے مسلمانوں کو ان کی متاع گم گشتہ کا سراغ دیا ——

حضرت مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے ... ولی اللہی افکار و نظریات کی نشر و اشاعت کو زندگی بھر اپنائے رکھا اور زندگی کا معتدبہ حصہ چونکہ سندھ میں گزارا اس لئے وہاں خصوصی طور پر ولی اللہی خیالات و نظریات کو بے حد مقبولیت حاصل ہوئی اور ہزاروں افراد نے حکمت ولی اللہی کے موتیوں سے جھولیاں بھریں۔ زمین وقف کرنے والی خاتون محترمہ زیب النسار بھی ایک ایسے ہی خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ جس نے مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست فیض حاصل کیا —— اور حسن اتفاق دیکھئے۔ کہ اکیڈمی نے ولی اللہی فکر و حکمت کی نشر و اشاعت کے لئے جو ماہنامہ نکالنے کا اعلان کیا ہے اس کے مدیر پروفیسر سرور صاحب بھی مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے ہی تربیت یافتہ اور شاگرد ہیں اور اس اعتبار سے ان کا اس خدمت کے لئے انتخاب یقیناً چیف ایڈمنسٹریٹر محکمہ اوقاف کی بالغ نظری کا نتیجہ ہے —— انہیں علم ہے کہ یہ بیل کس طرح منڈھے چڑھ سکتی ہے —— ان کا وجود ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اکیڈمی اپنے بیان کردہ مقاصد میں انشاء اللہ العزیز ضرور کامیاب ہوگی۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس نیک خاتون کو جس نے اس نیک اور عظیم مقصد کے لئے زمین کو وقف کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے —— اور ان اہل قلم حضرات کو جو اکیڈمی کے ستون بن کر سامنے آئے ہیں ہمت عمل، اخلاص اور استقامت کی دولت سے نوازے آمین

شیخ التفسیر نمبر
دوبارہ

چھپوانے کے باعث تقریباً ایک ہزار باقی ہے۔ ضرورت مند حضرات جلد از جلد طلب کریں۔

شیخ التفسیر نمبر کی ضخامت ۱۶۸ صفحے ہونے کے باعث یکم مارچ کا پرچہ شائع نہیں ہوا تھا۔ احباب تقاضا نہ کریں جن اصحاب کو پرچہ میں صفحات ا، ب، ج وغیرہ (۱۶ صفحات) نہ ملے ہوں۔ وہ فوراً دفتر کو اطلاع دیں۔ کیونکہ اکثر مقامات سے اس قسم کی شکایات موصول ہو رہی ہیں —— پرچہ کے درمیان میں حضرت شیخ التفسیر کا نسب نامہ حضرت اور شجرۂ علمی درج تھا۔

مجلس ذکر، منعقدہ جمعرات، ۸ شوال ۱۳۸۲ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۶۳ء

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اوصاف

مرتبہ - خالد سلیم

آج ذکر کے بعد جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی نے چند مختصر کلمات بیان فرمائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی ۔ اما بعد!

بزرگان محترم! رمضان المبارک کے مہینے کے بعد یہ دوسری مجلس ذکر ہے۔ جس میں آخرت کی نجات اور گناہوں کی معافی کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

جوں جوں ہم اللہ تعالیٰ کی یاد میں بڑھیں گے۔ اتنا ہی اللہ تعالیٰ ہم پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون ۵ سورہ ۲ آیت ۱۵۲

ترجمہ! پس مجھے یاد کرو۔ میں تم کو یاد کروں گا اور میرا شکر کرو۔ اور ناشکری نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ یہاں پر جمع ہو کر ہمارے ذکر الٰہی کرنے کو قبول فرمائے۔ اسے آخرت کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ اور ہماری لغزشوں کو دور فرمائے اور ہم سب کو اپنے وعدہ کا مستحق بنائے۔ جو اس نے ذکر اللہ کرنے والوں سے وعدہ فرما رکھا ہے کہ میں ان سب کو بخش دوں گا۔ جو خلوص نیت سے میرا ذکر کرتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل نصب العین لوگوں کو سیدھی راہ پر لانا۔ انسان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ رشتہ جوڑ دینا اور دنیا کے باقی سب غلط مذاہب پر اسلام کو غالب کرنا تھا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ مسلمان کثرت سے یاد خدا کرتے اور زندگی کے ہر لمحہ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے مطابق گذارتے۔ قرآن مجید میں ان ذاکرین صحابہ کرامؓ کا ذکر ہے ——— اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

محمد رسول اللہ ط والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا ز سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ط ذلک مثلھم فی التوراۃ ج ومثلھم فی الانجیل ج کزرع اخرج شطئہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار ط وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصلحت منھم مغفرۃ و اجرا عظیما ۵

ترجمہ! محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔ کفار پر سخت ہیں۔ آپس میں رحم دل ہیں تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع و سجود کر رہے ہیں۔ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں ان کی شناخت ان کے چہروں میں سجدہ کا نشان ہے۔ یہی وصف ان کا تورات میں ہے اور انجیل میں ان کا وصف ہے مثل اس کھیتی کے جس نے اپنی سوئی نکالی پھر اسے قوی کر دیا پھر موٹی ہو گئی پھر اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی۔ کسانوں کو خوش کرنے لگی۔ تاکہ اللہ ان کی وجہ سے کفار کو غصہ دلائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایمانداروں اور نیک کام کرنے والوں کے لئے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔ (سورۃ الفتح۔ رکوع ۴ آیت ۲۹)

حاشیہ۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرامؓ کافروں کے مقابلے میں سخت مضبوط اور قوی۔ جس سے کافروں پر رعب پڑتا اور کفر سے نفرت و بیزاری کا اظہار ہوتا تھا۔ علماء نے لکھا ہے کہ کسی کافر کے ساتھ احسان اور حسن سلوک سے پیش آنا اگر مصلحت شرعی ہو۔ تو کچھ مضائقہ نہیں مگر دین کے معاملہ میں وہ تم کو ڈھیلا نہ سمجھے۔ صحابہ کرامؓ اپنے بھائیوں کے ہمدرد مہربان ان کے سامنے نرمی سے جھکنے والے اور تواضع و انکسار سے پیش آنے والے "حدیبیہ" میں صحابہ کرامؓ کی یہ دونوں شانیں چمک رہی تھیں۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ساتھی نمازیں کثرت سے پڑھتے ہیں۔ جب دیکھو رکوع و سجود میں پڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سامنے نہایت اخلاص کے ساتھ وظیفہ عبودیت ادا کر رہے ہیں ریاء و نمود کا شائبہ نہیں۔ بس اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش ہے نمازوں کی پابندی خصوصاً تہجد کی نماز سے ان کے چہروں پر خاص قسم کا نور اور رونق ہے۔ گویا خشیت و خشوع اور حسن نیت کی شعاعیں باطن سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر کو روشن کر رہی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحابؓ اپنے چہروں کے نور اور تقویٰ چال ڈھال سے لوگوں میں الگ پہچانے جاتے تھے۔ پہلی کتابوں میں بھی صحابہ کرامؓ کی ایسی ہی شان بیان کی گئی تھی۔ چنانچہ بہت سے غیر متعصب اہل کتاب ان کے چہرے اور طور طریق دیکھ کر بول اٹھتے تھے۔ کہ واللہ یہ تو مسیح کے حواری معلوم ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ قیامت کے دن نمازیوں کے چہروں پر چمک دمک ہوگی۔

جو جتنا زیادہ رکوع سجود۔ نمازوں میں مشغول ہوگا۔ اتنا ہی زیادہ قیامت کے دن اس کا چہرہ روشن ہوگا

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کثرت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے حالانکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف فرما دیئے تھے۔ پھر بھی راتوں کو کھڑے ہو کر۔ رکوع سجود میں گزار دیتے۔ کثرت سے روزے رکھتے۔

چاند کے ہر مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ کو روزہ رکھتے + یہی حال صحابہ کرامؓ کا تھا آج مسلمانوں میں بہت زیادہ کمزوریاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور ایک کمزوری یہ ہے۔ کہ ہم نفل روزے نہیں رکھتے۔ جس طرح فرض نمازوں کے ساتھ سنتیں اور نفل نمازیں پڑھتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں چاہیئے کہ ہم فرض روزوں کے علاوہ نفل روزے بھی رکھیں، رات کو اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔

جس طرح صحابہؓ کرام نمازیں پڑھ کر اور روزے رکھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے تھے۔ اور ان کے چہرے ان ایمان کے نور سے روشن تھے۔ اسی طرح ہم کو بھی چاہیئے۔ کہ ہم صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اجر عظیم کے مستحق بنیں۔

اکثر مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ رمضان

باقی بر صفحہ ۱۶

خطبہ یوم الجمعہ ۱۱ شوال ۱۳۸۲ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۶۳ء

قرآن عزیز دل و دماغ میں زبردست انقلاب برپا کر رہا ہے

از جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ (پ ۴ سورۃ آل عمران رکوع ۱۱)

ترجمہ! اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے۔ اور مرو تو صرف اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔ اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو۔ اور پھوٹ نہ ڈالو۔ اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو۔ جب کہ تم آپس میں دشمن تھے — پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ پھر تمہیں اس سے نجات دی۔ اسی طرح اللہ تم پر اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

برادران اسلام

ہمارے آقا و مولا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر انبیاء مرسلین گزرے ہیں ان سب کی امتوں میں جو جو برائیاں اور خرابیاں راہ پا گئی تھیں، پہلی امتیں جن جن بیماریوں میں مبتلا ہو گئی تھیں۔ ان سب کا سیدھا سادھا مکمل، اور شافی علاج ان آیات مذکورہ میں بیان کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ اے ایمان والو! اے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول اور خاتم النبیین ماننے والو! تم ہر حال میں خدا سے ڈرو۔ ظاہر و باطن میں، اپنے پرایوں میں، خوشی اور غمی میں، تنگی اور کشائش میں غرضیکہ زندگی کے تمام مراحل میں خالص و مخلص ہو کر رہو۔ تقویٰ کو شعار بناؤ، اور ہر اس فعل سے باز آ جاؤ۔ جو خدا کی ناراضی کا موجب ہو۔ ہر قدم کا محاسبہ کرو۔ اور دیکھو کہ یہ خدا کی رضا کے عین مطابق اٹھے۔ مخالفت کا کوئی شائبہ بھی اس میں نہ ہو۔ حرص و ہوا، طمع و آز، ریاکاری، نفس پرستی اور رعونت تمہارے پاس نہ پھٹکے۔ کبر و نخوت، حسد اور عجب کی جڑیں دل و دماغ سے باہر نکال پھینکو۔ اور انسانیت کا وہ نمونہ بن کر دکھاؤ کہ جس پر عمل پیرا ہونے کی تمنا خود فرشتوں کے دلوں میں پیدا ہو — یعنی صحیح معنوں میں مسلمان بنو، تمام زندگی اسلام پر کاربند ہو۔ اور اگر تمہارا خاتمہ ہو تو وہ بھی اسی دین خداوندی پر ہو۔

دستور العمل

اب اسلام کا دستور العمل چونکہ قرآن ہے۔ اس لئے سب کے سب اس مضبوط رسی کو تھام لو۔ اس کی تعلیم پر سختی سے کاربند ہو جاؤ — اسی کتاب کو حکم اور فیصل بناؤ۔ اسی کے قانون کو نافذ کرو اور اسی کے عملی اور کامل و اکمل نمونے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو رہنما بناؤ۔ گروہ بندی سے باز رہو۔ بھائی بھائی بن کر رہو — پرانی رنجشیں بھول جاؤ۔ نئی غلط فہمیوں سے بچو اسلام سے پہلے ان اصولوں کو چھوڑ دینے سے تمہاری یہ حالت ہو گئی تھی جیسے کوئی شخص ایک ایسے گڑھے پر کھڑا کر دیا گیا ہو جو آگ کے انگاروں سے بھرپور ہو اور ہر گھڑی اور ہر لحظہ یہی گمان ہو کہ اب گرا اور جل کر راکھ ہوا۔

دیکھو

قرآن پاک کی برکت اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل تمہیں اس خوفناک حالت سے بچا لیا گیا اور اللہ عزوجل اپنی آیتوں کو تمہارے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔ اللھم اجعلنا منھم

بدبخت

اور بدنصیب ہیں وہ لوگ جو قرآن عزیز کے دامن میں نہیں آتے اور سنت حبیب کبریا کو اپنا اوڑھنا بچھونا نہیں بناتے۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

محترم حضرات

قرآن عزیز کی اوپر بیان کی ہوئی آیات اور ان کی شرح پر غور کرنے سے یہ بات صاف طور پر واضح ہوتی ہے کہ قرآن عزیز پر ایمان لانے والوں میں یہ عظیم انقلاب برپا ہو گیا تھا کہ وہ لوگ جو آپس میں ایک دوسرے کی جان کے دشمن اور خون کے پیاسے تھے آپس میں شیر و شکر ہو گئے دوست بن گئے اور ایسے دوست کہ ایک دوسرے پر جان چھڑکنے میں سعادت اور راحت سمجھنے لگے۔ پھر یہی نہیں بلکہ وہ لوگ جو دوزخ کے کنارے کھڑے تھے بہشت کے وارث بھی بن گئے —

گزشتہ امتوں کی حالت

قرآن مجید پر ایمان لانے سے پہلے خدائی احکام جھٹلانے کے باعث لوگوں کی زندگی حیوانوں سے بھی بدتر تھی چنانچہ مولانا حالی کی شہادت ملاحظہ فرمایئے۔

حالی کی شہادت

درندگی

وہ چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ
ہر ایک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا اُن کا زمانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بے باک جیسے
نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے
سلجھتے نہ تھے جو جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے
تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر واں شرارا
تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

خونخواری

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر
تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور
کہیں زندہ گاڑ آتی اُس کو تھی جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی!

جوا بازی اور شراب خوری

جوا ان کی دن رات کی دل لگی تھی
شراب ان کی گھٹی میں گویا پڑی تھی
تعیش تھا، غفلت تھی دیوانگی تھی
غرض ہر طرح ان کی حالت بری تھی

اب اس ارشادِ ربانی کو دل و دماغ میں اتاریئے ——

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ط أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ○

(سورہ اعراف رکوع ۶ ع ۲۲ پ ۹)

ترجمہ! اور ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے اور ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں، اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں۔ اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں۔ اور ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں — یہی لوگ غافل ہیں ——

ظاہر ہے کہ حضورؐ کی بعثت سے پہلے لوگ قرآنی تعلیمات سے بے بہرہ تھے۔ چنانچہ کلام ربانی سے بھی یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ وہ حیوانوں اور چوپاؤں سے بدتر تھے۔

قرآن کا فیضان

وہی امت جو پہلے درندوں اور چوپاؤں سے بدتر تھی اور جسے شرامت کہنا بجا تھا جب قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوئی تو سب امتوں سے بہتر امت قرار پائی — بدو ساری دنیا کو اخلاق سکھانے والے بن گئے —— شتربان جہان بان کہلائے۔ بکریوں کے چرانے والے کائنات کے حاکم بن گئے شرامت کو خیر امت کہا جانے لگا اور بارگاہ خداوندی سے ان کو یہ لقب عطا ہوا:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ——

(سورہ آل عمران رکوع ۶ ع ۱۲ پ ۴)

ترجمہ! تم سب امتوں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو۔ اور برے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لائے ہو۔

خیر امت کیوں کہا گیا

جتنی امتیں اصلاح خلق اللہ کے لئے دنیا میں بھیجی گئیں۔ ان سب میں سے بہتر امت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ و السلام کی اس لئے قرار پائی کہ انہیں جو دستور العمل دیا گیا، زندگی کا جو ہدایت نامہ ان کے سپرد کیا گیا۔ اور جس جامع و اکمل اور غیر متبدل قانون کی اتباع کا انہیں حکم دیا گیا وہ بھی سابقہ تمام قوانین سے بہتر، اعلیٰ اور ابدی قانون ہے —— فلاح دارین کا یقینی رہنما اور واضح ہدایت نامہ ہے۔ چنانچہ ایسے قانون کے متبع ایسے اعلیٰ و ارفع نظام حیات کے پیرو کار اور اس قدر بے مثال قانون پر عمل کرنے والے خیر امت ہی کہلا سکتے تھے

خیر امت کا فریضہ

اب چونکہ یہ امت سب امتوں سے بہتر اور جامع و اکمل دستور زندگی اپنے پاس رکھتی ہے، سب سے زیادہ نیک و پارسا اور تقویٰ شعار بن کر اسے دنیا پر اپنی برتری ثابت کرنا ہے۔ اس لئے اس کا فریضہ ہے کہ تمام دنیا کو بہتر بننے کی ترغیب دے بہتر بنائے۔ خود برائیوں سے بچے —— اور دوسروں کو ان سے بچائے۔ اس امت کے افراد خود بھی اصلی کھرے اور سچے ایماندار بنیں۔ اور دوسروں کو بھی اپنے رنگ میں ڈھال کر دکھائیں ——

دعوت الی الحق کا اثر

برائی اگرچہ پوری طرح جڑیں کیوں نہ پکڑ ہو چکی ہو، کفر و شرک نے دلوں خواہ کیسی ہی تاریکی کیوں نہ پھیلا دی ہو، انسان اپنی انسانیت سے کتنا ہی کیوں نہ گزر گیا ہو۔ اور حق و باطل میں امتیاز کی طاقتیں کتنی ہی مردہ کیوں نہ ہو گئی ہوں —— حق اپنی جگہ حق ہی رہتا ہے۔ اور اسے اخلاص و ایمان کے ساتھ جب بھی پیش کیا جائے۔ یہ اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتا سخت سے سخت منکروں کے سر بھی اس کے آگے جھک جاتے ہیں۔ بڑے سے بڑے مخالف دعوت الی الحق کی تحریک کے سامنے سپر انداز ہو جاتے ہیں اور یہ تحریک کسی طاقت کے روکے ہرگز نہیں رکتی ——

دعوت حق کے ہتھیار

دعوت الی الحق کے لئے شجاعت قلب جرأت لسان، زور آور دست و بازو اور بے پناہ قوت برداشت زبردست ہتھیار ہیں۔ جو دعوت دینے والا ان ہتھیاروں سے لیس ہو کر اور صبر کی سپر ہاتھ میں لے کر میدان عمل میں اترے گا اس عزم سے آگے بڑھے گا کہ خواہ کچھ ہی پیش آئے اور خواہ کیسی ہی زحمتیں سنگ راہ ہوں مگر وہ اپنے مشن کو سنبھالے رہے گا تو وہ یقیناً کامیاب ہوگا اور منزل مراد بڑھ کر اس کے قدم چومے گی ——

ماضی کی شہادت

برادران محترم! اپنے ماضی پر نظر دوڑائیے اور دیکھئے کہ فاران کی چوٹیوں سے مکہ کا یتیم جب دعوت حق کی صدا لے کر اٹھتا ہے۔ تو اس وقت زمانے کی کیا حالت تھی —— ابھی ابھی آپ اس حالت کا کچھ نقشہ مولانا حالی مرحوم کے اشعار میں ملاحظہ فرما چکے ہیں —— اب ان حالات کا جائزہ لیجئے، حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزیمت کا اندازہ کیجئے، — اور قرآن مجید کی معجزانہ تعلیم کا اثر دیکھئے — کس طرح سارے عرب کی کایا پلٹ ہو جاتی ہے۔ اور حیوانوں سے بدتر مخلوق کیونکر انسانیت کی معلم بن جاتی ہے۔ یقیناً یہ سب کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان معجز بیان کا اثر، نگاہِ نبوت کی تاثیر اور تعلیم قرآن کا فیضان تھا ——

پھر

یہی دعوت حق کی قرآنی تحریک لے کر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض یافتگاں دنیا کے سامنے گئے۔ تو انہوں نے سارے زمانے میں انقلاب برپا کر کے رکھ دیا۔ اور بقول نپولین بوناپارٹ عرب کے بدوؤں اور محمدؐ کے نام لیواؤں نے آدھی صدی میں آدھی دنیا پر اسلام کا پھریرا لہرا دیا

فاعتبروا یا اولی الابصار

برادران اسلام! ہمارا ایمان ہے کہ آج بھی ہمارے ہاتھوں میں وہی قرآن عزیز موجود ہے۔ جو تقریباً پونے چودہ سو سال پہلے سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے وقت موجود تھا۔ اس میں ذرہ برابر کمی بیشی نہیں ہوئی —— اور اس کے اندر آج بھی وہی تاثیر موجود ہے — جو خیر القرون میں تھی —— ہمارا یہ بھی پورا یقین ہے کہ اس پر عمل کرنے والوں کی امداد کے جو وعدے خداوند قدوس نے پونے چودہ سو سال پہلے کئے تھے۔ وہ آج بھی اسی طرح موجود ہیں اور ان میں رائی برابر فرق نہیں آیا۔

باقی برصہ ۱۷

ارشاداتِ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

مرتبہ:- محمد مقبول عالم بی اے، لاہور

حضرت شیخؒ کے وہ ارشاداتِ خصوصی جو آپ نے مختلف مجالس میں فرمائے اور تاحال زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوئے۔ تاریخ وار ھدیہ ناظرینِ خدام الدین کئے جاتے ہیں۔

۱۶ دسمبر ۱۹۴۳ء بروز جمعرات

اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دعا

استقامت کیا کیجئے۔ کہ جو قدم آگے بڑھے وہ پیچھے نہ ہٹنے پائے۔ اللھم اعوذبک من الحور بعد الکور +

استقامت کے حاصل ہونے کی تدبیر یہ ہے کہ آپ اللہ والوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھیں۔ ذاکرین سے تعلق پیدا کریں ؎

بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

اللہ والوں کی صحبت میں توجہ الی اللہ حاصل ہوگی۔ اور قدم ڈگمگائے گا نہیں۔ صوفیا فرمایا کرتے ہیں۔ کہ غافلین کی صحبت سے تنہائی بہتر۔ اور تنہائی سے اللہ والوں کی صحبت بہتر تنہائی میں فرشتے دیکھیں گے۔ کہ تمام قویٰ ساکت وساکن ہیں۔ لیکن غافلین کی صحبت میں ہنسی، مذاق، شور وغل میں حصہ لینا پڑیگا۔ یا کم از کم ادھر توجہ دینی پڑے گی

اللہ والے ملنے بڑے مشکل ہیں۔ جواہرات ملنے آسان ہیں۔ اللہ والے نایاب تو نہیں لیکن کمیاب ضرور ہیں +

۲۳ دسمبر ۱۹۴۳ء بروز جمعرات

اللہ والوں کی صحبت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور وہ ہے **ربوبیت** سے فائدہ اٹھانا اور عبودیت کا حق بجا لانا۔ ربوبیت سے تو ہر مومن و کافر، مشرک و موحد، ایماندار و بے ایمان فائدہ اٹھاتا ہے — اور عبودیت کا حق بجالانے والے کم ہیں۔ حالانکہ یہی اصل مقصد ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔ کہ انسان ہر شے سے اثر لیتا ہے۔ معدنیات سے یہ متاثر ہوتا ہے، نباتات سے یہ متاثر ہوتا ہے۔ فضا کی ہوا سے یہ متاثر ہوتا ہے۔ فضا میں ذرا گرمی آ جائے تو کپڑے اتار دیتا ہے۔ اور ٹھنڈک پیدا ہو جائے۔ تو گرم کپڑے پہن لیتا ہے۔ حیوانات میں یہ چیز نہیں ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے ایک ہی لباس پہنا دیا ہے لوگ انگوٹھیوں میں یاقوت اور فیروزے لگاتے ہیں۔ جنہیں دیکھ کر دل کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ یہ اس کی معدنیات سے اثر لینا ہے۔ باغ میں چلا جائے تو پھولوں اور سبزہ کو دیکھ کر اثر لیتا ہے۔ اور مسرور ہوتا ہے۔ غرض انسان ہر شے سے اثر لیتا ہے۔ یہ متاثر بالطبع ہے اسی طرح انسان خیر و شر سے بھی اثر لیتا ہے۔ اگر شیشہ قلب ذکر الٰہی سے صاف ہو چکا ہو تو غافلین کی صحبت تو کجا۔ محض انہیں دیکھنے ہی سے طبیعت میں تکدر پیدا ہوگا۔ اسی لئے اولیاء اللہ آبادیوں سے دور بھاگتے ہیں۔ وہ مامور نہیں ہوتے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام مامور ہوتے ہیں۔ وہ کافروں، مشرکوں، بے ایمانوں میں رہتے ہیں۔ دن رات انہیں تبلیغ کرتے ہیں علمائے کرام انہی کے مسلک پر کام کرتے ہیں اولیاء اللہ جنگلوں میں بھاگ جاتے ہیں۔ بس ان کا فرش زمین پر ڈیرا اور آسمان تلے بسیرا ہوتا ہے۔ آبادیوں میں تو غافل نظر آتے ہیں اور غافلین کی وجہ سے لعنت کے آثار رہتے ہیں۔ ہر شے سے انہیں وحشت ہوتی ہے۔ آپ کبھی جنگل میں چلے جائیں ایک کپڑا ساتھ لے جائیں۔ اور کہیں ایسی جگہ بیٹھ جائیں۔ جہاں انسانی مصنوعات نظر نہ آئیں، نہ کوئی مکان نہ سڑک، نہ موٹر نہ تانگا۔ درختوں کے درمیان بیٹھ جائیں جہاں نظر دور نہ جا سکے۔ پھر وہاں ذکر کریں آپ کو ہر شے مرحوم و مغفور نظر آئے گی۔ وہ گھاس مرحوم، وہ پتے مرحوم۔ وہ زمین وآسمان مرحوم۔ وہ چڑیاں اور کوے مرحوم۔ اور ان سب مرحومین میں بس ایک گناہگار انسان بیٹھا ہوگا۔ ان سب کی رحمت و مغفرت کا اثر اس پڑے گا۔ اور وہ بھی مرحوم و مغفور بن جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غافل کی صحبت کی مثال لوہار کی بھٹی کی ہے وہاں بیٹھیں بنا کر کچھ نہ لائیں۔ کپڑے تو جلا کر ہی آئیں گے۔ اور ذاکرین کی صحبت کی مثال عطر فروش کی دکان ہے کہ اگر خرید کر کچھ نہ لائیں جتنا عرصہ وہاں بیٹھیں گے۔ طبیعت تو مسرور ہوگی —۔ خوشبو سے دماغ معطر ہوگا۔

غافلین کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے اللہ والوں کی صحبت بہتر ہے —۔ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھیں گے۔ تو اللہ کا رنگ چڑھے گا۔ انسان کوئی نہ کوئی رنگ ضرور لیتا ہے۔ اور سب سے بہتر رنگ اللہ کا ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (۲-۱۳۸) غافلین کی صحبت سے غفلت کا رنگ آئے گا۔ کسب معاش کے لئے ہر کافر و مشرک کے پاس جانا پڑتا ہے۔ یہ جذب اضطراری ہے۔ لیکن اس کے بعد اللہ والوں کی صحبت اور نیکی کے راز کی طرف کشش ہونی چاہیئے۔ یہ جذب اختیاری ہے نیکی میں سبقت کیا کیجئے۔ جب آپ دنیا کے معاملے میں یہ نہیں چاہتے۔ کہ جس تنخواہ پر ملازم ہوں۔ ہمیشہ وہی رہے۔ تو یہاں جو کچھ کر رہے ہیں۔ اسی کو کافی کیوں سمجھتے ہیں آگے بڑھنے کی کوشش کیا کریں۔

۳۰ دسمبر ۱۹۴۳ء بروز جمعرات

برکاتِ ذکر الٰہی۔ اطمینان واستغنا

اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکتوں میں سے آج صرف دو برکتوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ دنیا میں ہر انسان اطمینان چاہتا ہے۔ اطمینان کی ضد بے اطمینانی ہے۔ عربی میں اسے انتشار اضطراب کہتے ہیں۔ سو ہر شخص چاہتا ہے۔ کہ اسے اطمینان حاصل ہو۔ اور انتشار، اضطراب، بے قراری، اور بے چینی سے نجات ملے۔ اطمینان والی حالت کو پسند کرتا ہے۔ اور بے قراری کو ناپسند کرتا ہے۔ یاد رکھو! کہ اطمینان اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔ لوگ اطمینان حاصل کرنے کے لئے وسائل تلاش کرتے ہیں۔ کاروباری آدمی وسیع کاروبار میں، زراعت پیشہ زیادہ زمین میں، جائدادوں کا مالک بکثرت جائدادوں .... میں اسے تلاش کرتا ہے۔ لیکن یہ جتنے ذرائع ہیں، سب بے چینی بڑھانے والے ہیں۔ ان سے اطمینان حاصل نہیں ہوسکتا۔ دلدل کی طرح ان میں جتنا پھنسو گے اتنا ہی نیچے جاؤ گے۔ پہلے اگر تھوڑا کاروبار تھا۔ تو بے چینی کم تھی۔ اب وسیع ہو گیا۔ مصروفیت بڑھ گئی تو بے اطمینانی زیادہ ہوگی

سو اطمینان اللہ کی یاد میں ہے۔ یاد رکھو! اللہ کو یاد کرنے کی بھی ترکیب ہے۔ اور ہر کمال کو حاصل کرنے کی ترکیب ہوا کرتی ہے۔ کاریگر شاگرد کو بتلاتا ہے۔ پھر اس سے کام کرواتا ہے۔ اُس کی غلطیاں نکالتا ہے۔ اور لگاتار اس سے اپنے روبرو کام کرواتا ہے۔ تب وہ کاریگر بنتا ہے۔ گاجروں کا حلوہ پکانے کے لئے بھی ترکیب ہے۔ گاجریں، دودھ اور کھانڈ تو موجود ہے لیکن کوئی بنانا سکھائے۔ تب وہ لذیذ حلوہ بنے گا۔ ورنہ نہیں۔ اسی طرح اللہ کا ذکر کرنے کی بھی ترکیب ہے۔ کامل طالب کو سامنے بٹھا کر ذکر کرتا ہے اور کرواتا ہے۔ اگر طالب صادق ہو۔ توجہ کرنے والا ہو۔ تب وہ کامل کے کمالات کا عکس لیتا ہے۔ ورنہ ایسے بھی اپنے حضرت کے ہاں دیکھے۔ جو کافی عرصہ اُن کی صحبت میں رہے۔ لیکن کمالات حاصل نہ کرسکے اور ایسے بھی دیکھے۔ کہ جنہیں حجرہ میں چند روز بٹھا کر خلافت دیدی۔ ویسے تو اللہ والوں کی صحبت رائگاں نہیں جاتی۔ کم از کم نماز دل کی پابندی حاصل ہوگی۔ تہجد ادا کرنے لگ جائیں گے۔ مجلس ذکر میں شامل رہیں گے... تو بُری مجلسوں سے بچے رہیں گے۔ اگر مر جائیں گے۔ تو اللہ والے نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ دعائے مغفرت کریں گے۔ یہ فوائد کیا کم ہیں؟ انہی ذکر الٰہی کی ترکیب سکھانے والوں کو ہادی یا مرشد کہتے ہیں۔

اللہ کے ذکر سے ایک اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور دوسرے استغنا، ہر انسان چاہتا ہے۔ کہ وہ محتاجی سے بچ جائے۔ اور بے نیاز ہو جائے۔ استغنا کے بالمقابل احتیاج ہے یاد رکھو! اللہ کے ذکر کا خاصہ ہے...... کہ اس سے استغنا پیدا ہوتا ہے۔ ذاکر مستغنی ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کو ذکر کی دولت نصیب نہیں ہے تو پھر جتنا وہ استغنا حاصل کرنے کے لئے دنیا کی دولتیں جمع کرے گا۔ اتنا ہی وہ محتاج ہوتا چلا جائے گا ؎

آنانکہ غنی تراند محتاج تراند

اللہ تعالٰے کا ذکر ہی مستغنی عن الخلق بناتا ہے۔

اللہ کے ذکر کے یہ دو بہت بڑے، فائدے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت فائدے ہیں۔ لیکن یہ بہت بڑے ہیں۔ جن کی ہر آدمی کو تلاش ہے

دنیا کی زندگی، ایک عجیب مصیبت ہے

[illegible] ے رفتن نہ جائے ماندن

نہ چھوڑ سکتے ہیں۔ نہ نباہ سکتے ہیں۔ جو سمجھدار ہیں وہ روتے ہیں، اور جو پاگل ہیں۔ وہ ہنستے ہیں۔ پاگل کا مکان جل رہا ہو۔ اُسے کیا۔ وہ ہنس رہا ہوگا۔ لیکن عقل و ہوش والے رو رہے ہونگے۔ اسی طرح دنیا دار تو پاگل کی طرح ہنستا ہے۔ قبر میں جا کر سمجھ آئے گی۔

دنیا کی زندگی اللہ کے ذکر ہی سے نبھ سکتی ہے۔ اس لئے اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر اللہ اللہ کیا کیجئے۔ اور اللہ تعالٰے سے دعا کیا کیجئے۔ کہ عقل و ہوش سے کام لینے کی توفیق عطا کرے۔

۱۳ر جنوری ۱۹۴۴ء جمعرات

انسان کی اجتماعی زندگی

اللہ تبارک وتعالٰی نے انسان میں حیوانوں کے علاوہ بہت سی خصوصیات رکھی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ یہ اپنی زندگی اجتماعی رنگ میں گزارتا ہے۔ وہ اپنی ساری ضروریات خود مہیا نہیں کرسکتا۔ اور ایک دوسرے کے تعاون کا محتاج ہے۔ حیوان انفرادی زندگی گزارتے ہیں۔ مادہ جاتی ہے۔ خود تلاش رزق کرتی ہے۔ اور پیٹ بھر کر آجاتی ہے۔ نر جاتا ہے اپنا پیٹ بھر کر آجاتا ہے۔ ایک حیوان دوسرے کے لئے تلاش رزق نہیں کرتا۔ اور نہ کوئی دوسرے کا محتاج ہے۔ ان کا اگر کچھ تعلق ہے۔ تو صرف بقائے نسل تک۔ لیکن انسان مدنی الطبع ہے سب مل کر کرتا ہے۔ اور جمع ہو کر اپنی حیوانی ضروریات مہیا کرتا ہے۔

یہی حال اس کی روحانی ضروریات کا ہے۔ .... جسمانی ضروریات کے لئے ایک شخص کو القا ہوتا ہے۔ وہ ایجاد کرتا ہے۔ اور دوسرے اُس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ حکیم کہلاتا ہے۔ اور روحانی ضروریات کا جسے القاء ہوتا ہے۔ وہ نبی کہلاتا ہے۔

غرض روحانی ضروریات بھی اجتماعی...... رنگ میں پوری ہوتی ہیں۔ اسی لئے نماز اکٹھے مل کر پڑھنے کا حکم ہے، روزے اکٹھے مل کر ایک ہی ماہ میں رکھنے کا حکم ہے۔ حج ایک ہی دن مل کر کرنے کا حکم ہے۔ یہ نہیں کہ جب کوئی چاہے۔ جا کر کر آئے۔ اسی طرح ذکر ہے جو سُرور اکٹھے مل کر ذکر میں ہے۔ وہ اکیلے کرنے میں نہیں ہے۔ میرا تو اکثر جی چاہتا ہے۔ کہ ہم بجائے جمعرات کے ہر روز بیٹھا کریں۔ اور ذکر کیا کریں۔ بلکہ جی چاہتا ہے کہ باری باری کچھ آدمی مل کر رات گزاریں۔ اکٹھے ذکر کریں اکٹھے تہجد پڑھیں۔ لیکن میں ڈرتا ہوں۔ کہ آپ کو تکلیف ہوگی۔ اور خود آپ کے گھر والے تنگ ہوں گے۔

۲۰ر جنوری ۱۹۴۴ء، جمعرات

مسجد کی محبت

قرآن کریم میں فرعونیوں کے متعلق ایک آیت آتی ہے۔

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ (۴۴ : ۲۹)

اُن پر نہ آسمان رویا نہ زمین۔

مفسرین نے اس آیت کے ماتحت لکھا ہے۔ کہ جب کوئی صالح شخص فوت ہوتا ہے تو اُس پر زمین بھی روتی ہے اور آسمان بھی روتا ہے۔ زمین اس لئے۔ کہ اس کے اوپر سے صالح آدمی اُٹھ گیا۔ اور جو برکت کا نزول اس کی وجہ سے ہوتا تھا۔ وہ بند ہوگیا۔ اور آسمان اس لئے روتا ہے کہ اُس کے دو دروازے بند ہوگئے۔ ایک وہ جس میں سے اس کا رزق اترتا تھا۔ اور دوسرا وہ جس میں سے اس کے اعمال صالحہ چڑھتے تھے۔

غرض زندگی اس طرح گزاریں۔ کہ جب مریں تو آسمان و زمین روئیں۔ زمین جس پر بیٹھ کر یاد الٰہی کی جائے۔ قیامت کے دن وہ بطور گواہ پیش ہوگی

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا (۹۹ : ۴)

(اُس دن وہ اپنی سب خبریں بیان کردے گی)

جہاں جائیں۔ وہاں مساجد میں اس نیت سے نماز پڑھیں۔ کہ یہ قیامت کے دن بطور گواہ آئے گی۔ غرض اپنے شواہد بکثرت پیدا کریں۔

بہترین جگہ اللہ تعالٰے کے ہاں مساجد ہیں۔ اور بدترین بازار ہیں۔ انسان کو جذب اضطراری کے ماتحت کسب رزق کے لئے، بازار، دفاتر منڈیوں وغیرہ میں جانا پڑتا ہے۔ لیکن وہاں دل کا چین نہیں ہوتا۔ جیسے بیت الخلاء میں مجبوراً جانا پڑتا ہے۔ جب آدمی کسب رزق سے فارغ ہو جائے۔ تو پھر یہ جذب اختیاری شروع ہوتا ہے اُس وقت اللہ کے دروازے پر آئیں اور اپنا وقت یہاں گزاریں۔ مسجد سے محبت ہونی چاہیئے۔

۱۰ر فروری ۱۹۴۴ء، جمعرات

ذکر الٰہی کی اہمیت

اللہ تعالٰے فرماتا ہے

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (۱۷ : ۴۴)

ہر چیز اللہ تعالٰے کی تسبیح و تحمید بیان کرتی ہے لیکن تم نہیں سمجھتے۔ ہر چیز ذاکر ہے۔ غافل نہیں ہے۔ اس لئے سب چیزیں مرحوم و مغفور ہیں۔ اُن کے لئے کوئی عذاب نہیں

اللہ تعالٰے فرماتا ہے

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (۴ : ۱۴۷)

خصائل مومن (قسط نمبر ۲)

جناب محمد شفیع عمر الدین (سانگھڑ)

۷۔ مومن توحید پرست ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (حٰم السجدہ آیت ۳۰)

ترجمہ! بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے اُس پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو۔ اور غم نہ کرو۔ اور جنت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

"یعنی دل سے اقرار کیا اور اس پر قائم رہے۔ اس کی ربوبیت اور الوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ نہ اس یقین اور اقرار سے مرتے دم تک ہٹے۔ نہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلا۔ جو کچھ زبان سے کہا تھا اس کے مقتضا پر اعتقاداً اور عملاً جمے رہے۔ اللہ کی ربوبیت کاملہ کا حق پہچانا۔ جو

عملاً

کیا خالص اس کی خوشنودی اور شکر گزاری کے لئے کیا۔ اپنے رب کے عائد کئے ہوئے

حقوق و فرائض

کو سمجھا اور ادا کیا۔ غرض ماسوا سے منہ موڑ کر سیدھے اُسی کی طرف متوجہ ہوئے اور اُسی کے راستہ پر چلے۔ ایسے

مستقل الحال

بندوں پر موت کے قریب اور قبر میں پہنچ کر اور اس کے بعد قبروں سے اٹھنے کے وقت اللہ کے فرشتے اترتے ہیں۔ جو تسکین و تسلی دیتے۔ اور جنت کی بشارتیں سناتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اب تم کو ڈرنے اور گھبرانے کا موقعہ نہیں رہا —

دنیائے فانی کے سب غم و فکر ختم ہو گئے۔ اور کسی آنے والی آفت کا اندیشہ نہیں رہا۔ اب ابدی طور پر ہر قسم کی جسمانی و روحانی خوشی اور عیش تمہارے لئے ہے اور جنت کے جو وعدے انبیاء علیہم السلام کی زبانی کئے گئے تھے۔ وہ اب تم سے ایفاء کئے جانے والے ہیں۔ یہ وہ دولت ہے۔ جس کے ملنے کا یقین حاصل ہونے پر کوئی فکر و غم آدمی کے پاس نہیں پھٹک سکتا۔ (تنبیہ) بہت ممکن ہے۔ کہ متقین و ابرار پر اس دنیوی زندگی میں بھی ایک قسم کا نزول فرشتوں کا ہوتا ہو۔ جو اللہ کے حکم سے ان کے

دینی و دنیوی امور

میں بہتری کی باتیں الہام کرتے ہوں۔ جو اُن کی شرح صدر اور تسکین و اطمینان کا موجب ہو جاتا ہو۔ جیسے ان کے بالمقابل ایک دوسری آیت میں پہلے گزر چکا ہے۔ کہ کفار پر شیطان مسلط ہیں۔ جو تزئین قبائح سے اُن کے اغوا کا سامان کرتے ہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ شیطان کے حق میں لفظ "تنزل" استعمال ہوا ہے

قال اللہ تعالیٰ۔

تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَکْثَرُهُمْ کٰذِبُوْنَ ۝

(شعراء۔ رکوع ۱۱)

بہر حال مفسرین کے نزدیک یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں اور اس تقریر پر اگلی آیت

نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا،

زیادہ چسپاں ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

۸۔ مومن اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے

(۱) اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ ۝ (الملک آیت ۱۲)

ترجمہ بے شک جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے

(۲) اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ط وَمَنْ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفْسِهٖ ط وَاِلَی اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ۝

(فاطر۔ آیت ۱۸)

ترجمہ! بے شک آپ انہیں لوگوں کو ڈراتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو پاک ہوتا ہے سو اپنے ہی لئے پاک ہوتا ہے۔ اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

یعنی آپ کے ڈرانے سے وہ ہی اپنا رویّہ درست کر کے نفع اٹھائے گا۔ جو خدا سے بن دیکھے ڈرتا ہے اور ڈر کر اُس کی بندگی میں لگا رہتا ہے جس کے دل میں خدا کا خوف نہ ہو وہ ان دھمکیوں سے کیا متاثر ہو گا

یعنی آپ کی نصیحت سُن کر جو شخص مان لے، اور اپنا حال درست کرلے تو کچھ آپ پر یا خدا پر احسان نہیں۔ بلکہ اُسی کا فائدہ ہے اور فائدہ پوری طرح اُس وقت ظاہر ہو گا جب سب اللہ کے ہاں لوٹ کر جائیں گے۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں۔ جو شخص (آخر شب میں دشمن کی غارت گری سے) خوف رکھتا ہے۔ وہ اول رات میں بھاگتا ہے (یعنی سفر طے کرتا ہے) اور جو شخص اول رات میں بھاگتا ہے۔ وہ منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ خبردار خدا کا سامان بہت قیمتی ہے۔ خبردار خدا کی متاع جنت ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ سے ڈر کر طاعت میں لگا رہے

۹۔ کامیاب مومن کے اوصاف کی فہرست

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ج فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ج وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (المومنون آیت ۱-۱۱)

ترجمہ:۔ بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے — جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر .... اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں۔ پس جو شخص اس کے علاوہ طلبگار ہو۔ تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی وارث ہوں گے۔ جو جنت الفردوس

کے وارث ہونگے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔

۲۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۙ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۙ وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۙ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۙ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۙ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۚ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۗ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۗ

(المعارج آیت ۱۹-۳۴)

ترجمہ: بے شک انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے۔ جب سے تکلیف پہنچتی ہے۔ تو چلا اٹھتا ہے۔ اور جب اسے مال ملتا ہے تو بڑا بخیل ہے۔ مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں۔ اور وہ جن کے مالوں میں حصہ معین ہے۔ سائل اور غیر سائل کے لئے۔ اور وہ جو قیامت کے دن کا یقین رکھتے ہیں۔ اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے والے ہیں۔ بے شک ان کے رب کے عذاب کا خطرہ لگا ہوا ہے۔ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں سے سو بے شک انہیں کوئی ملامت نہیں۔ پس جو کوئی اس کے سوا چاہے سو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی لوگ باغوں میں عزت سے رہیں گے۔

مذکورہ بالا آیات میں مومن کی ان صفات کا ذکر ہے:-

(۱) نماز میں خشوع و خضوع کرنے والے دل کو فارغ رکھ کر خلوص دلی کے ساتھ نماز پڑھنے والے۔

۲۔ اعراض عن اللغو۔ لغو میں قولی اور فعلی سب باتیں آگئیں۔ سب لایعنی باتوں اور کاموں سے بچنے والے۔ فضول اور بیکار شغلوں سے کنارہ کرنے والے۔ شرک اور گناہ کے کاموں سے اپنے نفس کو پاک رکھنے والے۔ فضول مشاغل میں پڑ کر وظائف عبودیت کا وقت ضائع نہ کرنے والے

۳۔ زکوٰۃ ہمیشہ ادا کرنے والے

۴۔ اپنی شرمگاہوں کو حرام شہوت رانی (زنا، لواطت، مشت زنی وغیرہ) سے بچانے والے اور خاوند اور بیوی کے تعلق کو خوب نبھانے والے۔ تاکہ نظام تدبیر منزل برباد نہ ہو۔ جو قوم اس نظام کو برباد کر دیتی ہے۔ اس کو دنیا میں بڑی تکلیف دہ پیش آتی ہیں آخر وہ قوم برباد ہو جاتی ہے۔

۵۔ امانتوں اور وعدوں کا لحاظ رکھنے والے۔ یعنی معاملات کی درستگی ان کا شیوہ ہے اس میں بندوں کے سب حقوق آ گئے امانتیں ادا کرنے میں مستعدی دکھاتے ہیں۔ خیانت نہیں کرتے۔ آپس میں لین دین کے معاملات میں عہد کرنا پڑتا ہے کہ یہ چیز ہم فلاں وقت دیں گے۔ مثلاً کسی سے کتاب پڑھنے کے لئے لی۔ اب اسے مطالعہ کے بعد حسب وعدہ واپس کرنا چاہیئے غرض امانت اور عہد کی پوری پابندی کرتے ہیں جس قوم میں امانت اور عہد کی پابندی نہیں وہ ترقی نہیں کر سکتی۔

(۶) فرض نمازوں کو پابندی سے ادا کرنے والے۔

(۷) کم ہمت (هَلُوْعًا) نہیں۔ کچے دل کے نہیں۔ بالفاظ دیگر عزم اور ہمت والے ہیں۔ یہ وصف احکام اللہ اور احکام الرسول پر پابندی سے کاربند ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔

(۸) سائل اور غیر سائل کو دینے والے ان کے مال میں ہر محتاج کا حق ہے خواہ وہ مانگے یا نہ مانگے۔ وہ ضرورت مند محتاجوں کو خود تلاش کر کے ان کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ ان کی صلوٰۃ و نماز، اتحاد فکری ہے۔ اور مال میں اشتراک اقتصادی ہے۔

(۹) قیامت پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ اس دن کی جزا و سزا کا خیال رکھتے ہیں۔ ان کے ہر عمل میں اخلاص ہے۔ کوئی دنیوی پالیسی اور مصلحت موجزن نہیں۔ کیونکہ انہیں یقین ہے کہ قیامت کے دن ہر نیک و بد عمل کا حساب ہوگا۔

(۱۰) پروردگار کے عذاب سے ڈرتے ہیں اس لئے نیک اعمال میں لگے رہتے ہیں اور برے اعمال سے کنارہ کرتے ہیں۔

(۱۱) گواہی ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں۔ اس میں کمی بیشی نہیں کرتے حق پوشی سے کام نہیں لیتے۔ آپس میں ایسے معاملات طے ہو جاتے ہیں جو شہادت سے طے ہوتے ہیں جب آپس میں کسی معاملہ کے متعلق فیصلہ نہ کیا جا سکے تو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا ہے۔ اور اگر عدالت میں صحیح اور سچی شہادت نہ دی جائے تو فیصلہ صحیح نہ ہو سکے گا۔ مگر یہ لوگ کسی کا حق تلف نہیں کرنے دیتے۔ ان کے پاس جو شہادت ہے۔ وہ پوری ادا کرتے ہیں تاکہ صحیح فیصلہ صادر ہو سکے۔

ہمارے اسلاف کی کامیابی کا راز یہی اوصاف تھے۔ اور ہم ان حضرات کے نقش قدم پر چل کر ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔

(۱۰) مومن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط

(آل عمران آیت ۱۱۰)

ترجمہ: تم سب امتوں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو۔ اور برے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو

"اے امت محمدیہ، تم لوگ (سب اہل مذاہب سے) اچھی جماعت ہو۔ کہ وہ جماعت (عام) لوگوں کے (نفع) ہدایت پہنچانے کے لئے ظاہر کی گئی ہے اور نفع پہنچانے کی صورت کہ وہی وجہ سب سے اچھی ہونے کی بھی ہے یہ ہے کہ) تم لوگ (بمقتضائے شریعت زیادہ اہتمام کے ساتھ) نیک کاموں کو بتلاتے ہو۔ اور بری باتوں سے روکتے ہو۔ اور (خود بھی) اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ..... پر دوام کرتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں ساری دین کی باتوں پر ایمان لانا آگیا کیونکہ وہ سب اللہ کی بتلائی ہوئی ہیں۔ جس نے ان کا انکار کیا۔ اس کا ایمان اللہ پر نہ ہوا"

(بیان القرآن)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جو شخص تم میں چاہتا ہے۔ کہ اس امت (خیر الامم) میں شامل ہو جائے کہ اللہ کی شرط پوری کرے۔ یعنی امر بالمعروف نہی عن المنکر اور ایمان باللہ جس کا حاصل ہے خود درست ہو کر دوسروں کو درست کرنا جو شان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی تھی۔

(حضرت مولانا شیر محمد صاحب — باقی آئندہ)

سرِ خدا کہ عارف و سالک بہ کس نہ گفت
در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید؟

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا "کشف القبور"

(جناب احسان قریشی صابری - پرنسپل گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ سیالکوٹ)

راقم الحروف کو حضرت شیخ التفسیرؒ سے عمر بھر میں صرف ایک دفعہ ہی ملنے کا اتفاق ہوا ہے اور وہ ایک ملاقات ہی ایسی ملاقات ہے جس پر ہزاروں ملاقاتیں قربان کی جا سکتی ہیں سرکاری فرائض نے مجھے اتنی فرصت ہی نہیں دی کہ حضرت اقدس کے پاس اکثر جایا کرتا۔ بلکہ اپنے پیر و مرشد حضرت اقدس مولانا مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے بھی کبھی کبھار ہی موقع ملتا۔ حضرت مفتی صاحبؒ بھی اکثر احقر کو سرزنش کرتے رہتے تھے کہ تم لاہور کیوں بہت کم آیا کرتے ہو؟ امرت سر میں تو تم روزانہ آ دھمکتے تھے، قیام پاکستان کے بعد تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ میں پھر اپنی گھریلو مجبوریاں چند نا مساعد حالات بیان کرتا اور حضرت مفتی صاحبؒ کی تسلی ہو جاتی ہے۔

چھ سات سال کا عرصہ ہوا کہ احقر نے اخبارات میں ایک خبر پڑھی — کہ حضرت شیخ التفسیرؒ نے اپنے ایک کشف کی بنا پر یہ فرمایا ہے کہ حضرت علی ہجویری کی قبر قلعہ لاہور میں ہے۔ میں اس خبر پر بہت حیران ہوا اور دل میں ٹھان لی کہ کسی جمعرات کو لاہور جا کر حضرت مولانا احمد علیؒ صاحب سے ضرور ملاقات کروں گا۔ حضرت کی زیارت بھی ہو جائے گی اور اپنے دل کے شکوک بھی رفع کر دوں گا کہ حضرت علی ہجویری کی قبر قلعہ لاہور میں کیسے ہو سکتی ہے؟

چنانچہ میں اگلی جمعرات لاہور روانہ ہو گیا صحیح تاریخ یاد نہیں رہی لیکن موسم بہار تھا۔ پہلے میں نیلا گنبد پہنچا اور وہاں حضرت اقدس مفتی محمد حسن علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دی۔ پھر اُن سے عرض کی کہ احقر نے مولانا احمد علیؒ صاحب سے ملنا ہے اور فلاں فلاں بات کے متعلق حضرت سے گفتگو کرنی ہے۔

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا:-

"میاں احسان! وہاں شوق سے جاؤ۔ لیکن ادب ملحوظ خاطر رہے جتنا تم میرا ادب کرتے ہو اس سے دس گنا زیادہ ان کا ادب کرنا۔ یاد رکھو اس وقت سلسلۂ عالیہ قادریہ کا کوئی شیر بیشہ اور ایسا لنبر رسئے زمین پر زندہ انسانوں میں موجود نہیں جیسے مولانا احمد علیؒ ہیں۔ تمہاری باتوں سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تمہیں ان کی بات کا یقین نہیں کہ حضرت علی ہجویریؒ کی قبر قلعہ لاہور میں موجود ہے۔ تم شوق سے ان سے سوالات پوچھو۔ لیکن ادب ملحوظ خاطر رہے۔ مولانا احمد علیؒ کی آواز سے زیادہ اونچی آواز بھی مت نکالنا۔ تم انگریزی خواں انسانوں میں ایک کمی میں نے دیکھی ہے کہ جب کوئی شیخ پکڑتے ہیں تو اُس کا ادب تو بہت کرتے ہیں۔ لیکن دوسرے سلاسل کے بزرگوں کا ادب کما حقہ نہیں کرتے"

میں نے حضرت مفتی صاحب سے دست بستہ عرض کی کہ حضرت احقر اپنے آپ کو حضرت مولانا احمد علی صاحب کی جوتیوں کی خاک کے قابل بھی نہیں سمجھتا۔ حضرت مولانا کی جوتیوں کی خاک بھی تو ہم لوگوں سے کئی گنا افضل ہے۔ آپ اطمینان رکھیں۔ احقر بڑے ہی ادب سے گفتگو کرے گا۔

احقر نماز عصر کے وقت مسجد شیرانوالہ پہنچ گیا۔ اتفاق سے حضرت مقررہ وقت سے دس پندرہ منٹ پہلے ہی تشریف لے آئے تھے۔ میں نے حضرت سے عرض کی کہ میں... سیالکوٹ سے آیا ہوں اور صرف ۵ منٹ تخلیہ میں گفتگو کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔ حضرت نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے حضرات کو ۵ منٹ کے لئے دور چلے جانے کا مشورہ دیا۔

احقر نے خلوت کے وقت عرض کی کہ حضرت قلعہ لاہور میں حضرت علی ہجویریؒ کا مزار جو آنجناب نے کشف القبور کے علم کے ذریعہ معلوم کیا ہے وہ انہی علی ہجویری کا مزار ہے جنہیں عرف عام میں داتا گنج بخشؒ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے؟ یہ بھی علی ہجویری نام کے بزرگ ہیں۔

حضرتؒ نے فرمایا۔ "قلعہ لاہور میں مدفون بزرگ اور بھاٹی دروازہ میں دفن شدہ بزرگ دونوں۔ ایک ہی نام، ایک ہی شہر اور ایک ہی محلہ کے رہنے والے ہیں — میں دونوں کو اہل اللہ میں سے سمجھتا ہوں —"

میں نے خیال کیا کہ حضرتؒ اس کی تفصیلات میں نہیں جانا چاہتے۔ چنانچہ میں نے اجازت چاہی تو نہ جانے کیوں۔ حضرتؒ نے مجھے بیٹھ جانے کا حکم دیا اور فرمایا "مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کو میری بات پر اعتبار نہیں آیا کہ ایک اور علی ہجویریؒ بھی قلعہ لاہور میں مدفون ہیں۔ میں نے عرض کی اگر "ہاں" میں جواب دیتا ہوں تو سوء ادب ہے جس سے میرے مرشد نے مجھے منع فرمایا ہے۔ اگر نہ میں جواب دیتا ہوں تو کذب بیانی ہے۔" فرمانے لگے تم کس کے مرید ہو؟ عرض کی حضرت مولانا مفتی محمد حسن سے ارادت ہے۔ فرمایا تمہارے شیخ بہت بڑے بزرگ ہیں۔ ان کے مدارج بحمداللہ بلند ہیں۔ پھر پوچھا۔ "میری بات صحیح تھی تاکہ تم کو میری بات میں شک ہے؟" میں نے عرض کی "حضرت! سوء ادب کی شمانت کی امان پاؤں تو عرض کروں؟" فرمایا "نہیں نہیں۔ صاف بات کرو اس میں کوئی سوءِ ادب نہیں۔" میں نے عرض کیا۔ "حضرت میں نے ۵ منٹ کا وقفہ لیا تھا۔ مگر اب ۱۵ منٹ ہو گئے ہیں۔ میں وعدہ خلافی کر رہا ہوں۔ فرمایا "نہیں نہیں وقت کافی ہے۔" میں نے عرض کیا "حضرت! تو پھر مجھے شک ہے کہ علی ہجویری نامی کوئی اور بزرگ (اسی نام کے) موجود ہیں۔" حضرت نے فرمایا کہ اب تم نے سچ کہا ہے اور اپنے دل کی بات کھول کر کہی ہے۔ اب تم اس طرح کرو کہ دو تین منٹ کے لئے مراقبہ میں بیٹھو اور دل میں اس بات پر غور کرو۔ کہ علی ہجویریؒ نامی کوئی دوسرے بزرگ لاہور کے قلعہ میں مدفون نہیں ہیں چنانچہ احقر نے آنکھیں بند کیں اور مراقبہ میں چلا گیا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ قلعہ لاہور میں بیٹھا ہوں اور وہاں کی ایک قبر شق ہوئی اور ایک بزرگ سفید لباس، نورانی صورت وہاں سے نمودار ہوئے ہیں، اور اتنا فرماتے ہیں کہ "وہ علی ہجویریؒ میرے ہم نام ہم شہر اور ہم وطن ہیں" اتنا کہہ کر وہ بزرگ غائب ہو گئے۔ اور میں نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے حضرت کے

(باقی ص۱۲ کالم ۱)

نیک پڑوسی کی یادیں

(جناب الشیخ عمر)

آہ آج پورا برس ہوا کہ ہمارا نہایت ہی صالح اور نیک پڑوسی ہمیں داغ مفارقت دے گیا ہے۔ گو اب وہ مقدس چہرہ نظر نہیں آتا مگر اُس کی عفت و پاکبازی، سچائی و راست بازی، تواضع و خاکساری شجاعت و استقامت اور زہد و ورع ہمارے دلوں پر ثبت ہے۔ اور رمضان کا ماہِ مقدس اُس شریف پڑوسی کی یاد کو تازہ کرتا ہے، ظاہر ہے کہ کسی شخص کے کردار و اخلاق کا مطالعہ اس کا قریبی... بڑا اچھا کر سکتا ہے۔

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ صورت و سیرت کو بچپن سے دیکھنے کا موقع ملا، اسی محلہ میں کھیلا کودا پڑھا لکھا، اس مدت میں مولانا کی تقریریں سُنیں، درس سے سے استفادہ کیا اور جمعۃ المبارک کے خطبات سے مستفیض ہوا، اس عرصہ میں مولانا کی زندگی میں جو خاص باتیں دیکھیں وہ احباب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

استقامت

استقامت ایسی شاندار خوبی ہے جو اللہ تعالٰے کو بہت محبوب ہے، ارشاد ہوتا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

بے شک جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ پھر وہ اس پر جمے رہے تو نہ ڈر ہے ان کو اور نہ وہ غم کھائینگے

مولانا کی پوری زندگی اسی وصف سے عبارت تھی، اللہ کے دین کو انہوں نے مضبوطی سے تھامے رکھا، زندگی بھر اس کی اشاعت فرماتے رہے اور اسی نعمت کو لے کر وہ اپنے مولا کے حضور میں چلے گئے۔

عبادت

مولانا کی دینداری ان کی عبادت وریاضت بھی جھلکتی تھی، زندگی کے آخری لمحات تک مسجد میں تشریف لاکر باجماعت نماز ادا فرماتے رہے، جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے میں نے مولانا کو جماعت کے ساتھ ہی نماز پڑھتے دیکھا۔ بلکہ اکثر ایسا ہوتا کہ آپ آذان سے قبل تشریف لے آتے اور نوافل میں مشغول ہو جاتے تھے۔ نماز میں خشوع و خضوع اُن کا وصف تھا، قیام، رکوع، سجود اور جلسہ بڑے ہی اطمینان سے ادا فرماتے تھے۔ جماعت کے بعد دیر تک ذکر و اذکار میں مشغول رہتے تھے۔

قرآن مجید ایسے ہی نیک لوگوں کے بارے میں کہتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَھُمْ عَلٰی صَلَاتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ الانعام

ترجمہ! اور جن کو یقین ہے آخرت کا وہ اُس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نماز سے خبردار ہیں (الانعام آیت ۹۲)

دوسری جگہ اس طرح آتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ (المؤمنون)

اور جو لوگ اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں۔

وقت کی پابندی

مولانا اپنے اوقات کی حفاظت اور پابندی وقت کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ درس اور جمعۃ المبارک کے خطبہ کے لئے ٹھیک وقت پر تشریف لاتے تھے، اسلام نے وقت کی قدر و قیمت کی طرف بڑی توجہ دلائی ہے۔ قیامت کے دن اس وقت کے بارے میں بازپرس ہوگی۔

سادگی

مولاناؒ کے اخلاق اور لباس میں طہارت اور پاکیزگی نمایاں تھی، جس طرح وہ لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی اور مروّت سے پیش آتے تھے۔ اسی طرح لباس میں بھی بڑی سادگی تھی۔ سفید کھدر کی لمبی قمیص اور سلوار زیب تن فرماتے تھے اور سر پر سفید عمامہ باندھتے تھے۔ سفر و حضر میں یہی لباس ہوتا تھا یہی وہ خوبی ہے جو ان کے وقار اور مرتبہ کو ممتاز کرتی ہے۔

رواداری

مولانا کی زندگی سراپا پاکیزہ اخلاق سے مزین تھی، رواداری ان کا خاص وصف تھا۔ آپ اگرچہ مسلکاً حنفی تھے اس کا اظہار انہوں نے اپنی تقاریر میں بھی کیا۔ لیکن وہ کتاب و سنت کے ہر شیدائی کے ساتھ والہانہ محبت رکھتے تھے، مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم سے انہوں نے اپنی صاحبزادی کا عقد کیا اور ان کی رواداری کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہو گا۔ کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا یہی دیکھا کہ نماز عیدین آپ مولانا سید محمد داؤد غزنوی مدظلہٗ کے ساتھ ادا فرماتے تھے ــــ میرے نزدیک رواداری ہی وہ شاندار صفت ہے جو علماء کو قریب کر سکتی ہے۔

حسنِ سلوک

مولاناؒ اپنے پہلو میں نہایت ہی مہربان اور نرم دل رکھتے تھے، وہ مسکینوں اور بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ میرے ایک محسن نے مجھے بتایا کہ مولانا فلاں بیوہ عورت کا ماہانہ وظیفہ میرے ہاتھ بھیجا کرتے تھے۔

یہی وہ اوصاف ہیں جو اسلامی زندگی کو نمایاں کرتے ہیں اور اسلام مسلمان کو ایسی ہی... پاکیزہ زندگی سے ہمکنار کرنا چاہتا ہے، اللہ تعالٰے سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مولانا کے نقش قدم پہ چلائے اور انہیں جنت الفردوس میں بلند مقام نصیب فرمائے۔ آمین

بقیہ کشف القبور ص۱۱ سے آگے

ہاتھ چومے اور واپس آگیا

حضرت علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی!
نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں!
جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس اُن کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں
ترستی ہے نگاہ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہی خلوت گزینوں میں

واقعی حضرت شیخ التفسیر کا علم کشف القبور اکمل تھا۔ حضرت کا کمال تھا کہ بیداری میں ہی احقر کو ان قلعہ لاہور والے بزرگوں کی زیارت کرا دی اور ۲ منٹ میں ہی حضرت کی کرامت سے مجھے بہت کچھ حاصل ہو گیا وہ کچھ حاصل ہو گیا جو "جادۂ صد سالہ" سے بھی نہیں ملتا ــ بقول اقبالؒ

منزل عشق بسے دور و دراز است ولے
طے شود جادۂ صد سالہ بہ آہے گاہے
در طلب کوش و مدہ دامن امید ز دست
دولتے ہست کہ یابی سر راہے گاہے

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

تعلم ما الرزیۃ فقد مال ● ولا شاۃ تموت ولا بعیر
ولکن الرزیۃ فقد حر ● یموت بموتہ بشر کثیر

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت مولانا غلام حیدر صاحب صدر مدرس و مفتی مدرسہ مخزن العلوم خانپور

(۱) حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات علمی و روحانی کا ایک کم ظرف طالب علم روحانیت سے تہی دامن علم سے صفر الیدین کیسے احصار کر سکتا ہے اور بمقولہ عیاں را بہ بیاں چہ حاجت

اپنی بے بضاعتی کا معترف کس طرح وصف ناتمام کی جرأت رندانہ کا ارتکاب کرے ؎

ز وصف ناتمام ما جمال یار مستغنی است
بمال و خط برنگ و بوچہ حاجت روئے زیبارا

لیکن مصر کی روایتی بڑھیا کی طرح یوسف کے خریداروں کی فہرست میں اپنا نام لکھوانا تقاضائے محبت ہے

(۱) حضرت لاہوریؒ ان نفوس قدسیہ میں سے ہیں جن کے ایک ہاتھ میں جام شریعت اور دوسرے ہاتھ میں سندان عشق تھا ؎

درکفے جام شریعت درکفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

(۲) حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی تربیت نے بدوران تدریس گوٹھ پیر جھنڈا کمالات علمی، روحانی کی طرف حضرت کو متوجہ کر رکھا تھا۔

مجھے اپنے اُستاد مرحوم مولانا محمد صدیق صاحب جو حضرت لاہوری کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ یاد ہے کہ جب حضرت مولانا سندھی و حضرت لاہوری کی تنخواہ مدرسہ سے آتی تھی۔ تو ساری تنخواہ ماتحت مدرسین پر تقسیم کر دی جاتی تھی۔ اپنے پاس ایک پیسہ نہ رکھا جاتا تھا۔ ایک دفعہ تنخواہ تقسیم فرمانے کے بعد رات کی روٹی اور خرچ کی رقم نہ بچی۔

آخر کچھ باجرہ و گڑ بطور قرض حاصل کر کے پکایا۔ اور استاد شاگردوں نے اسی کھانا پر اکتفا کیا۔ یہ اخلاق ...... اور جذبات اب ہم کہاں تلاش کریں؟

۳۔ حضرت امروٹیؒ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض صحبت نے حضرت لاہوری کو علمائے پاکستان سے ممتاز مقام عطا فرمایا تھا۔ حضرت کے سامنے بڑے بڑے علماء و فضلاء.. زانوئے ادب تہ کر کے بیٹھتے تھے۔ اسی فیض صحبت نے گفتگو میں شیرینی اور جذب مقناطیسی پیدا کر رکھا تھا۔

۴۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت لاہوری کی خاص نسبت تھی۔ اسی نسبت کا اثر تھا کہ حق گوئی و بیباکی میں امام احمد بن حنبلؒ کے مقام پر فائز المرام تھے۔ اسی نسبت کے اثر سے انگریزوں کی عداوت اور ملک کی آزادی میں حضرت کو خاص دلچسپی تھی۔ ہمیشہ سلطان جائر کے سامنے کلمۂ حق کا حق ادا کیا۔ اور اس کی پاداش قید و بند کی جس قدر صعوبتیں آئیں خندہ پیشانی سے ان کا خیر مقدم کیا۔ ع یہ مرتبہ بلند جس کو ملا مل گیا۔ ہر مدعی کے لئے دار و رسن کہاں آفتاب نصف النہار کی طرح جن کے کمالات کی چمک دمک دنیا کی دنیا دنیا کو حیران کر رہی تھی۔ اور کر رہی ہے کیسے خامہ فرسائی کی جاوے

صرف ایک واقعہ لکھ کر معروضات کو ختم کرتا ہوں

(واقعہ) میرے اُستاد مرحوم حضرت مولانا محمد صدیق صاحب۔ حاجی نوری رحمۃ اللہ علیہ دین پور شریف سے لاہور روانہ ہوئے چونکہ دین پور شریف کے جملہ نوجوان حضرت استاد کے شاگرد تھے۔ اس لئے سفری زاد کے طور پر چند میٹھی روٹیاں پکا کر دے دی گئیں۔ جب استاد لاہور پہنچے۔

تو ان میٹھی روٹیوں کا بقایا حصہ حضرت لاہوری کے گھر بھجوا دیا گیا۔

جب رات کو حضرت لاہوریؒ اپنے تلمیذ خاص مولانا محمد صدیق کی روٹی اپنے ہاتھ مبارک سے اٹھا کر لائے تو وہی خشک ٹکڑے تھے اور مسور کی دال تھی۔

فرمایا آج گھر میں فاقہ کی نعمت تھی۔ دونوں استاد شاگرد نے اکٹھے وہ ٹکڑے بمعہ دال مسور کھائے۔ یہ کمالات غیر معمولی فکر عاقبت کا پتہ دیتے ہیں۔

فلسفۂ ختمِ نبوّت

اسلام کو ایک وادی تصور کریں جس پر رب العزت کی حکومت ہے۔ چونکہ اس وادی میں تاریکی شب جلوہ نما ہے اور اس تاریکی کو دور کرنے کے لئے جگہ بجگہ قمقمے آویزاں ہیں جو اپنی نورانی کرنوں سے اس ظلمت کو دور کرنے کی سعی میں مصروف ہیں۔ جس جگہ پر زیادہ طاقت کا قمقمہ روشن ہے۔ وہاں تاریکی کم اور اُجالا زیادہ ہے اور جس جگہ کم طاقت کا چراغ جل رہا ہے وہاں پر اُجالا کم اور تاریکی زیادہ ہے۔ لیکن یہ قمقمے اپنی اپنی بساط کے مطابق ہر جگہ سرگرم عمل ہیں۔ یکایک اذان کی فرحت بخش صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے یہ صبح درخشاں کا اعلان ہے۔ تھوڑی دیر بعد خورشید تاباں اپنی پوری آب و تاب سے نورانی تخت پر جلوہ گر دکھائی دیتا ہے۔ تمام چراغ مشعلیں اور قمقمے گل کر دیئے گئے۔ کیونکہ مہر منور کی آمد سے کسی چراغ یا مشعل کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ اور اس کے دم قدم سے ہر تاریکی روشنی میں اور ہر ظلمت اجالے میں بدل جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی دن میں بھی چراغ جلائے گا تو یقیناً وہ کوئی ایسا شخص ہوگا۔ جس کا دماغ۔ جواب دے چکا ہو یا وہ شخص جو دیوالیہ ہو چکا ہو۔ ان کے علاوہ کوئی شخص یہ حماقت نہیں کرے گا۔ بالکل اسی طرح دنیائے اسلام میں مختلف اوقات میں مختلف چھوٹے چھوٹے چراغ یا نبوت کے قمقمے اپنی طاقت کے مطابق ظلمت جہاں کو اجالتے رہے یعنی کئی انبیاء دنیا میں تشریف لائے اور لوگوں کو پیغام حق سناتے رہے۔ لیکن جونہی نبوت کا مہر درخشاں ظاہر ہوا کسی چراغ یا قمقمے کی حاجت نہ رہی اسی کی روشنی سے جہان جگمگ جگمگ کرنے لگا۔ اور وہ مہر درخشاں "محمدؐ" ہیں اب اگر کوئی شخص اُنؐ کے بعد بھی نبوت کا دعویٰ کرے تو بلا تامل کہیئے کہ وہ کوئی حواس باختہ انسان یا دیوالیہ ہی ہو سکتا ہے۔

مرسلہ ــــ اخگر جالندھری لاہور

بقیہ ارشاداتِ شیخ التفسیر

اگر تم ایمان لاؤ۔ اور اللہ کا شکر کرو۔ تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ وہ تمہیں عذاب دے۔ انسان کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ خواہ ذکر کرے یا نہ کرے۔ لیکن انسان اس اختیار کو بے جا استعمال کرتا ہے۔ اختیار بھی محدود ہے۔ جیسے گھوڑے کے پاؤں کو چراگاہ میں ایک لمبے رستے سے باندھ دیتے ہیں۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں آزاد ہوں۔ لیکن وہ ایک حد تک آزاد ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان آزاد ہے۔ لیکن ایک حد تک۔

اے انسان! جب ہر چیز اللہ کا ذکر کر رہی ہے۔ تو تو کیوں غافل ہے۔ کیوں ذکر نہیں کرتا۔ جذب اضطراری کے بعد جب فراغت ہو۔ کسب معاش کر لے۔ تو پھر اللہ کے ذکر میں لگ جا۔

صوفیائے کرام کا قاعدہ ہے۔ کہ وہ صبح کی نماز کے بعد مراقبہ میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور اشراق پڑھ کر جاتے ہیں۔ اسی طرح عصر کے بعد بیٹھ جاتے ہیں۔ اور مغرب پڑھ کر جاتے ہیں۔ اس وقت وہ ذکر کے علاوہ اپنا محاسبہ کرتے ہیں۔ کوئی اچھا کام ہوا ہو۔ تو اس پر اللہ کا شکر کرتے ہیں۔ اور بُرا کام ہوا ہو۔ تو مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اور اپنا معاملہ ہر وقت اللہ سے صاف رکھتے ہیں۔

ذکر کے لئے ضروری ہے کہ وہ ذاکرین کی جماعت کے ساتھ رہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ - (۱۸ : ۲۸)

اور اپنے آپ کو ان لوگوں کی صحبت میں بند رکھ۔ جو صبح وشام اللہ کی یاد کرتے ہیں۔

۱۷ فروری ۱۹۴۴ء جمعرات

دُعا: اللہ تعالےٰ استقامت دے۔ سدا اپنے دروازے پر رکھے اُن لوگوں میں سے بنائے جن کا دل مسجد سے معلق رہتا ہے۔ اور اللہ اللہ کرنے والوں کے ساتھ رکھے۔ نفس وشیطان کے حملے سے بچائے۔ ہماری مغفرت فرمائے۔ قبروں کو بہشت کے باغوں میں سے باغ بنائے۔

۲ مارچ ۱۹۴۴ء جمعرات

ذکر کے فوائد

دعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ استقامت دے۔ اور سدا ہی اللہ اللہ کرنے والی جماعت سے وابستہ رکھے۔ یاد رکھو! حقیقی اطمینان اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔ جائدادوں دولتوں اور دنیاوی عہدوں سے اطمینان نہیں ملتا۔

ذکر کا دوسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ حرص مر جاتی ہے۔ جب حرص نہیں رہے گی۔ تو اس کے پورا نہ ہونے کا غم بھی نہیں ہوگا۔ اور جو تھوڑی بہت خواہش ہوگی۔ اللہ تعالےٰ اسے پورا کر دیں گے۔

ذکر کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ انقطاع عن الخلق حاصل ہوتا ہے۔ وہ انقطاع جو مرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے، دنیا ہی میں حاصل ہو جائیگا۔

۹ مارچ ۱۹۴۴ء، جمعرات

ذکر کی ضرورت

اللہ تعالےٰ کے ذکر کی مثال ایسے ہے جیسے درخت کے لئے پانی۔ درخت کو پانی ملتا رہے تو وہ سرسبز رہتا ہے۔ نہ ملے۔ تو خشک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قلب کی تازگی اللہ کے ذکر سے ہے۔ ذکر نصیب نہ ہو۔ تو دل پژمردہ ہو کر مردہ ہو جاتا ہے

ذکر جہر اسی لئے کرایا جاتا ہے۔ کہ مبتدی کے تمام قویٰ اور اس کی پوری توجہ اللہ کے ذکر کی طرف ہو۔ خاموش ذکر سے توجہ پوری نہیں ہو سکتی۔

صوفیا ایسے طریقے بتلاتے ہیں کہ پاؤں کے ناخن سے لے کر سر کی چوٹی تک سارا وجود ذکر میں شاغل ہو۔ ہر قطرہ خون اور ہر ذرہ وجود ذاکر نظر آئے۔

اللہ کے اسم ذات کے ذکر کے بے شمار فائدے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ان سے بہرہ ور ہونے کی توفیق دے۔ اور اپنے نام میں فنا ہونے کی توفیق دے۔ تاکہ کوئی دم غفلت میں نہ گزرے۔

حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب مرحوم کی وصیت

میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ میری عمر ساٹھ سال سے متجاوز ہو چکی ہے۔ اور بھروسہ نہیں کہ اس رسالہ کے بعد کوئی اور تحریر لکھ سکوں۔ اپنی اولاد اور مخلصین کو نصیحت کرتا ہوں کہ دینی شغف کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ دین کی خدمت میں ہمیشہ لگے رہیں۔ اور میری دانست میں علم دین کی خدمت ہی صحیح دینی خدمت ہے۔ باقی خدمات اس کے مقابلے میں ہیچ ہیں۔ اسلام کو اپنا دین سمجھیں۔ اور توحید خالص کو اسلام کا جزو اعظم جانیں۔ حضرت رسول اکرم صلعم کو خاتم الانبیاء سمجھیں۔ ان کے بعد کسی ظلی، بروزی، اصلی غیر اصلی نبوت کو نہ مانیں۔ صحابہؓ کرام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نجوم فرمایا ہے۔ بے شک آپ سب ہی نجوم ہیں سب ہی عادل ہیں۔ کسی پر طعن کرنا جائز نہیں، بلکہ اس میں دین کا خسران ہے۔ خلفاء اربعہ کی خلافت کی ترتیب جو قدرتاً ہو چکی ہے وہی اللہ تعالےٰ کو پسند ہے اسی ترتیب سے اس کو حق سمجھنا چاہیئے ——— جیسا حضور اکرمؐ باقی ساری مخلوق سے افضل ہیں اسی طرح حضرت ابو بکرؓ بھی انبیا کے بعد سب لوگوں سے افضل ہیں۔ یہ مسئلہ میرے نزدیک یقینی ہے اور اس پر میرا یقین ہے۔ اور وصیت ہے کہ دوست اس کو حق سمجھیں۔ میرے علم میں قرآن مجید یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ بنو ہاشم اور بنو اُمیّہ کا پہلا جاہلیت والا اختلاف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہی ختم ہو چکا ہے۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے اختلاف کو اس میں دخیل سمجھنا قرآنی تعلیم سے... ناواقفیت پر مبنی ہے۔ میرے مخلصین کو چاہیئے کہ اس سے اجتناب کریں۔ قرآن مجید کے اشارات کو تاریخی تصریحات پر مقدم سمجھنا چاہیئے۔ اہل سنت الجماعت کے عقائد حقہ سے وابستہ رہیں۔ فقہا اہل سنت الجماعت سب ہی اہل حق ہیں۔ کسی پر طعن کرنا روا نہیں۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ کی فقہ کو باقی فقہوں پر ترجیح ہے۔ دقت نظر امام ابو حنیفہؒ کا مسلک وہ قریب سنت صحیحہ کے معلوم ہوتا ہے۔ البتہ دقت نظر کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ توفیق دے

سلف صالحین پر جو تنقید کا سلسلہ چل نکلا ہے اس سے پرہیز چاہیئے۔ اس میں فائدہ کی بجائے نقصان کا زیادہ خطرہ ہے۔ قرآن مجید اور حدیث مقدس کو سمجھنے کے لئے سلف صالحین کو مشعل راہ بنانا چاہئے نہ کہ ھُمْ رِجَالٌ وَنَحْنُ رِجَالٌ کہہ کر جو کچھ مرضی آئے سمجھ لیا جائے۔ اور اس پر عمل کر ڈالا جائے۔ دین میں سمجھ پیدا کرنا تو ہر مسلمان پر ضروری ہے اور جو لوگوں کی رہنمائی کرے۔ اس کے لئے تو زیادہ ضروری ہے۔ لیکن یہ نہیں کہ اپنی سمجھ کو فقہائے کی سمجھ پر ترجیح دے۔ سلف کی تحقیقات کے لئے نئے دلائل تلاش کرنا تو بہتر خدمت خلق ہے۔ لیکن... احادیث اور قرآن سے مسائل محققہ سلف کے خلاف دلائل تلاش کرنا اور اُن کے خلاف چل نکلنا موجب خسران ہے۔ والسلام (قاضی نور محمد عفی عنہ)

(اقامۃ البرہان ص۱۱۱)

پیش کردہ اللہ دتا ہمدرد ہشتم الف سابق سیکرٹری جمعیۃ الطلباء مدرسہ محمدیہ قلعہ دیدار سنگھ

روحانی امراض کا ہسپتال

از محمد عثمان بی اے ۔۔۔ واہ کینٹ

قسط دوم

شوف دین اور قائم دین گندم کی کٹائی کر رہے ہیں۔ گرمی شباب پر ہے۔ سورج کی تمازت بہت سخت ہے۔ زمیندار پسینے میں شرابور ہیں۔ حسین بی بی اور معراج بیگم گندم کے گرے پڑے خوشے چن چن کر جھولیوں میں سمیٹ جا رہی ہیں۔ تھوڑی دیر بعد دوپہر کا کھانا ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ کر کھاتے ہیں اور لسی پی کر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ سائے میں آرام کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ باتیں بھی شروع ہیں ۔۔۔

حسین بی بی:۔ (ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے) جب سے محمد دین کو تعلیم دلوا کر نوکری پر بھیجا ہے۔ کبھی اُس نے گاؤں کا رخ ہی نہیں کیا۔ شاید چھٹی نہ ملتی ہو۔ ہم تو اُس کا مکھڑا دیکھنے کو بھی ترستے ہیں

قائم دین:۔ محمد دین کی ماں! چھٹی ملتی ہو یا نہ ملتی ہو کم از کم وہ پانچ پیسے کا کارڈ تو لکھ دے ہم تو اُس کے خط کو بھی ترس گئے ہیں۔

شرف دین:۔ ہے تو میرا ہی بھتیجا مگر میری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ وہ اب بڑا صاحب بن گیا ہے اور اُس کو ہماری بو دو باش پسند نہیں ہے وہ کوٹ پتلون پہنتا ہوگا بڑی کوٹھی میں رہتا ہوگا گھر میں نوکروں چاکروں کی فوج ہوگی لوگ سلام کرتے ہوں گے بڑے بڑے لاٹ صاحبوں کی ٹی پارٹیوں میں جاتا ہوگا۔ انگریزی بولتا ہوگا ایسے لوگوں کو ہم گنوار زمینداروں سے کیا مطلب!

معراج بیگم:۔ ارشاد کے چچا! اگر محمد دین اتنا بڑا ہوگا تو ہماری ہی عزت ہے نا۔ آپ کیوں میرے بھانجے سے بدظن ہو رہے ہیں۔ اللہ رکھے ابھی کل کی بات ہے محمد دین کیچڑ میں لت پت ہوا کرتا تھا۔ اور میں اٹھا لیتی تھی۔ توتلی توتلی باتیں کیا کرتا تھا۔ گائے کا سوکھا گوبر اٹھا کر منہ میں ڈال لیا کرتا تھا۔ اور میں اُس کے ہاتھ سے چھین کر پھینک دیتی تھی۔ آج ماشاء اللہ میرا بھانجا بڑا افسر بن گیا ہے۔ کھٹ پھٹی پر بیٹھتا ہوگا۔

اتنے میں دو آدمی ایک سکوٹر پر سوار اسی درخت کے چھاؤں کا رخ کرتے ہوئے آ جاتے ہیں۔ دیہاتی لوگ سکوٹر کی آواز سے سمجھ جاتے ہیں کہ خدا معلوم کون ہیں۔ قریب آتے ہیں تو سلام کہہ کر پانی مانگتے ہیں۔ مٹی کے ٹھنڈے گھڑے سے ان کو جڑے سے پیالے میں نمک والی لسی دی جاتی ہے۔ لسی پی کر ان کی مرجھائی ہوئی آنکھوں میں چمک آ جاتی ہے اور خشک لبوں پر مسکراہٹ پھیل جاتی ہے شاہد سکوٹر چلا کر لایا ہے اور صوفی بشیر کو پیچھے بٹھا کر لایا ہے۔ دونو گھومنے نکلے تھے راستہ بھول گئے پانی نہ ملا اور یہاں آ نکلے دیہاتی لوگوں کا شکریہ ادا کر کے۔۔ اجازت چاہتے ہیں تو قائم دین شہری نوواردوں سے بات چیت شروع کر دیتا ہے۔

قائم دین:۔ بابو جی! آپ لوگ شہر میں رہتے ہیں۔ میرا بیٹا محمد دین بھی کبھی ملا ہے؟

صوفی بشیر:۔ چوہدری جی! شہر میں سینکڑوں محمد دین ہیں کیا خبر آپ کس محمد دین کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ کچھ مزید معلومات بہم پہنچائیں تو شاید ہم آپ کے سوال کا جواب دے سکیں

شوف دین:۔ بابو جی! محمد دین کو ہم نے بڑی محنت سے پڑھایا۔ اُس نے بی اے پاس کیا اور پھر کسی سرکاری نوکری پر لگ گیا ہم سب اس کی صورت دیکھنے کو ترستے ہیں اور وہ آتا ہی نہیں۔ خدا معلوم کیا بات ہے

شاہد:۔ (صوفی بشیر کا شانہ ہلاتے ہوئے) یہ لوگ مسٹر ایم ڈی۔ چوہدری کی بابت نہ پوچھ رہے ہوں ۔۔۔

حسین بی بی:۔ نہیں بابو جی! آپ جس آدمی کا نام لے رہے ہیں۔ وہ میرے بیٹے کا نام نہیں میں نے تو اپنے چاند کا نام محمد دین رکھا تھا۔

معراج بیگم:۔ (حسین بی بی سے) تم ذرا صبر کرو۔ وہ لوگ غور کر رہے ہیں

صوفی بشیر:۔ خالہ جی! آپ کے لخت جگر کے ماتھے میں بائیں جانب ایک زخم کا نشان بھی ہے؟

حسین بی بی:۔ (بے صبری سے) ہاں بابو جی۔ وہ چھوٹا سا تھا تو گر پڑا تھا ۔۔۔

صوفی بشیر:۔ خالہ جی! آپ کا بیٹا شہر میں ایک اچھے عہدے پر فائز ہے۔ اور یہ سیکرٹری اُسی کا ہے شاہد اور وہ دونو اکٹھے ہی کام کرتے ہیں۔ اگر آپ کا کوئی پیغام ہو تو ہم ان تک پہنچا دیں گے اور اُن پر اخلاقی دباؤ بھی ڈالیں گے۔ آپ نے کوئی رقعہ دینا ہو تو دے دیں

قائم دین:۔ یہاں کھیتوں اور کھلیانوں میں رقعہ کہاں سے دیں۔ آپ محمد دین کو کہیں کہ ایک بار آ کر شکل تو دکھا جائے اُس کی ماں بڑی اداس ہے

(صوفی بشیر اور شاہد سلام کر کے شہر کو روانہ ہو جاتے ہیں اور راستہ بھر اسی موضوع پر باتیں کرتے جاتے ہیں)

شاہد:۔ دیکھا صوفی جی! غریب ماں باپ اپنے بچوں کو جان جوکھوں میں ڈال کر تعلیم دلواتے ہیں اور پھر وہ بچے اپنے ماں باپ کے پاس آنا جانا بھی توہین سمجھتے ہیں۔ نام ہے محمد دین اور شہر میں مسٹر ایم ڈی چوہدری بن بیٹھے ہیں۔

صوفی بشیر:۔ شاہد صاحب یہ بھی ایک روحانی مرض ہے اگر آپ ذرا ٹیکٹ (TACT) استعمال کریں تو محمد دین کے مرض کا علاج ہو سکتا ہے۔

شاہد:۔ وہ کیسے؟

صوفی بشیر:۔ آج شام آپ اس کو سکوٹر پر سیر کے بہانے مردِ کامل کے ہاں لے آیئے میں بھی وہاں ہونگا انشاء اللہ ایک ہی گولی سے علاج ہو جائے گا

(شام کو صوفی بشیر مردِ کامل کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درد بھرا قصہ سناتا ہے اور تھوڑی دیر میں شاہد اور ایم ڈی چوہدری بھی آ جاتے ہیں۔ صوفی بشیر وفد کا استقبال کرتا ہے اور پھر باادب مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں۔ مردِ کامل مؤثر انداز میں بیان شروع فرماتے ہیں جس کو تمام حاضرین اور خصوصاً شاہد اور چوہدری گوش ہوش سے سنتے ہیں)

مردِ کامل:۔ ماں باپ کی خدمت کرنے والوں کو جنت کی بشارت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ منبر پر جلوہ افروز ہونے لگے تو تینوں زینوں پر قدم مبارک رکھ کر آمین کہا۔ بعد میں صحابہ کرام نے پوچھا کہ آج آپؐ نے خلاف معمول تین مرتبہ آمین کہا اس کی کیا وجہ ہے حضورؐ نے فرمایا جبرئیلؑ بات کرتے جاتے اور میں آمین کہتا جاتا۔ ان میں سے حضور نے ایک بات یہ بھی بتائی کہ جبرئیلؑ نے کہا کہ جس شخص نے اپنے ماں باپ یا اُن میں سے کسی ایک کو پایا اور خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی تو اُس پر خدا کی لعنت اور میں نے کہا آمین۔ اسی طرح ایک اور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ تین آدمی جنگل میں جا رہے تھے۔ بارش آ گئی اور وہ ایک غار میں

چھپ گئے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ غار کے منہ کے سامنے ایک بہت بڑا پتھر آگرا اور راستہ بند ہوگیا سب پریشان ہو گئے آخر ہر ایک نے اپنا ایک ایک بہترین عمل خدا کی بارگاہ میں پیش کر کے دعا کی۔ کہ اے خداوند کریم۔ اگر یہ عمل تجھے قبول ہے تو ہماری مشکل آسان کر اور غار کے منہ سے پتھر ہٹا دے۔ ان میں سے ایک شخص نے اپنا جو عمل پیش کیا وہ والدین کی خدمت تھا۔ اُس نے گڑ گڑا کر التجا کی کہ اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے۔ جب میں بکریاں چرا کر شام کو گھر آتا تو دودھ نکال کر سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا۔ ایک دن مجھے دیر ہوگئی اور میں دودھ نکال کر پلانے کے لئے گیا تو وہ سو چکے تھے۔ میرے بچے بلبلاتے رہے مگر میں نے دودھ بچوں کو نہ پلایا اور پیالہ لے کر والدین کے سرہانے کھڑا رہا ان کے آرام میں بھی خلل نہ ڈالا جب وہ اٹھے تو ان کو دودھ پیش کیا۔ اے اللہ یہ عمل محض تیری رضا کے لئے کیا تھا اگر تیرے ہاں یہ مقبول ہے تو ہماری فریاد سن اور پتھر ہٹا دے اللہ نے ان کی دعائیں قبول کرلیں اور پتھر ہٹا دیا اے ماں باپ کی نافرمانی کرنے والو! ہوش کرو تم ماں باپ کی ایک رات کی محنت کا بدلہ نہیں اتار سکتے۔ انہوں نے تم کو بڑی مشقتوں سے پالا۔ جوان ہوئے۔ پڑھایا لکھایا شادیاں کیں اور آج تم اُن کی پرواہ نہیں کرتے ہو۔ تم نیو لائٹ کے لوگ ہو اور اُن کو پرانی تہذیب کے لوگ سمجھ کر ان کے پاس جانا... اپنی ہتک سمجھتے ہو؟ تم اپنے آپ کو بڑا اور ان کو حقیر جانتے ہو۔ ماں باپ بڑی محبت سے نام رکھتے ہیں کریم داد مگر تم کو ایسے ناموں سے عار ہے اور تم اپنے فیشنی نام رکھ لیتے ہو۔ جیسے کے۔ڈی اور آگے جو چاہا بڑھا لیا مثلاً کے ڈی پرویز اور پھر لبس پرویز پرویز کے نام سے مشہور ہو جاتے ہیں۔ اور بڑی عزت سمجھتے ہو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ تم میں سے کئی... نوجوانوں کے والدین رو رو کر راتیں گزارتے ہیں اور تم ان کو ملنا بھی اپنی کسرِ شان سمجھتے ہو۔ یہ تو بتاؤ۔ اگر وہ نہ ہوتے تو تم کہاں سے آ جاتے؟ عقل کے ناخن لو۔ خدا کے ہاں جا کر کیا جواب دوگے؟ توبہ کرو اور ماں باپ کا ادب کر کے ان کی دعاؤں سے اپنا مستقبل روشن کرو۔ ورنہ یاد رکھو! ماں باپ کے نافرمانوں کے حق میں دوزخ کا فتویٰ ہے۔

سب حاضرین گردنیں جھکائے ندامت میں غرق ہیں۔ شاھد اور صوفی بشیر ایم ڈی چوھدری کی آنکھوں میں جھلملاتے آنسو دیکھ کر محسوس کرتے ہیں کہ مردِ کامل کی نصیحتوں کا نمایاں اثر ہوا ہے۔ مجلس سے اٹھ کر آتے ہیں اور راستے میں باتے چیت ہوتی ہے۔

چوھدری:۔ شاید بھیا! آپ تو مجھے بڑے اچھے مجمع میں لے آئے۔ یہ مردِ کامل تو اللہ کے ولی ہیں۔ ان کی باتیں تو دل پہ اثر کرتی ہیں

شاھد:۔ چوہدری صاحب! جن بدنصیبوں کے والدین ان کی صورت دیکھنے کو بھی ترستے ہوں۔ اُن کا تو بُرا ہی حشر ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہم تو ایسے نہیں ہیں۔

چوھدری:۔ مگر سچی بات پوچھتے ہو تو یہ سارا نقشہ میرا ہی تھا۔ اس اللہ والے نے تو مجھے بڑی اچھی اور کام کی باتیں بتائی ہیں۔

صوفی بشیر:۔ چوہدری صاحب! آج صبح میں اور شاہد آپ کا سکوٹر لے کر ایک گاؤں میں جا نکلے وہاں پر زمیندار لوگ فصل کی کٹائی کر رہے تھے ہم پانی کی تلاش میں وہاں جا نکلے تو سادہ لوح لوگوں نے ہمیں لسی پیش کی۔ دعا دی۔ درخت کے گھنے سائے میں بٹھایا اور پھر ہمیں پوچھا کہ محمد دین کو جانتے ہو۔ ہم نے کہا شہر میں کئی لوگ اس نام کے ہیں آخر وہ رونے لگے۔ ایک بزرگ خاتون نے بڑے درد بھرے لہجے میں اپنے بچے کو یاد کیا کہ میرا چاند بڑا افسر ہو کر ہم کو بھول گیا ہے ہم نے ان کو تسلی دی اور پیغام پہنچانے کا وعدہ کیا۔ چوہدری صاحب! میرا اندازہ ہے کہ ایم ڈی چوہدری سے آپ کا پورا نام محمد دین چوہدری بنتا ہے۔ ویسے تو مولا داد بھی بن سکتا ہے اور اسی طرح کئی اور نام بھی بن سکتے ہیں مگر آپ کے تاثرات سے میرا قیافہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ہم آپ کے مخلص دوست ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر از راہِ کرم آپ فوراً گھر جائیں اور اپنے بزرگوں سے ملیں آپ کو جو راحت وہاں ملے گی کسی ہوٹل یا رقص گاہ میں نہیں مل سکے گی اور اگر میرا اندازہ غلط ہے تو میں خلوص دل سے معافی کا خواستگار ہوں۔

چوھدری:۔ مردِ کامل کے حق پر مبنی ارشادات میری ندامت، آپ کے پرخلوص الفاظ یہ سب باتیں مجھے مجبور کرتی ہیں کہ میں آپ کو صاف صاف بتا دوں کہ یہ میرا ہی واقعہ ہے۔ آپ کو خدا نے فرشتہ بنا کر ہمارے گاؤں بھجوا دیا اور میری اصلاح کا سبب بن گیا۔ میں خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں (آنسو) اور کل صبح انشاء اللہ گھر جاؤں گا آپ بھی میرے ہمراہ چلیں تو بہت اچھا ہوگا

اگلی صبح کو تینوں گاؤں جاتے ہیں۔ قائم دین شرف دین حسین بی بی اور معراج بیگم اپنے بچے کو گلے لگاتے ہیں اور شاھد اور صوفی بشیر کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ دعائیں دیتے ہیں اور پھر دودھ کا ایک ایک گلاس پیش کرتے ہیں۔ (باقی)

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۲ سے آگے

کا مہینہ گیا۔ تو نماز بھی گئی۔ اب مسجد کا رُخ ہی نہیں کرتے۔ انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔ رمضان کا مہینہ روح کی تربیت کا مہینہ تھا۔ اس مہینہ کے بعد ہم کو یہ چاہیئے۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اسی طرح عبادت و ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ اور باقی ۱۱ مہینے بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے صحیح گزار دیں

حرام و حلال میں تمیز کریں۔ حرام کے نزدیک بالکل نہ جائیں۔ حرام کھانے سے عبادت کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت سے ذکر الٰہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ گمراہ بھائیوں کو ہدایت فرمائے ہمارے گناہوں اور لغزشوں کو نظر انداز فرمائے ہم سب کا خاتمہ ایمان کامل پہ فرمائے آمین

بقیہ خطبہ جمعہ صلا سے آگے

مسلمانوں کی اکثریت گمراہ ہو چکی ہے

مندرجہ بالا شواہد پر غور کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی بہت ہی قلیل تعداد راہ راست پر قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان ذلیل و خوار اور زبوں حال ہیں —— عالم اسلام پر نکبت وادبار کی گھٹائیں ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ اور قرآن کریم سے غفلت کا لازمی ثمرہ ہیں ——

برادرانِ اسلام

کس قدر شرم و غیرت کا مقام ہے کہ آج کا نوجوان علماء پر تو اعتراض کرتا ہے عالم غیب کے واقعات سن کر اس کے دل میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں، مذہبی خیالات و اعتقادات کو وہ..... دقیانوسی قرار دے دیتا ہے، اُسے اللہ کے بندوں کی باتوں میں معقولیت نظر نہیں آتی اور وہ ان کا ٹھٹھا مذاق اڑانے میں اپنی کامیابی خیال کرتا ہے۔ مگر اس دور کی بے حیائیوں اور..... خرافات کی طرف اُس کی نگاہ نہیں جاتی ——

مذہبی باتوں کی ان کے ہاں جگہ نہیں مگر شراب عام طور سے فروخت ہو سکتی ہے، بازاری عورتیں اپنی شرمگاہوں کا بھاؤ علی الاعلان کر سکتی ہیں، نہتے باشندوں پر بم باری ہو سکتی ہے۔ نسل انسانی کو تباہ کرنے والے آلات، ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم تیار کئے جا سکتے ہیں۔ کروڑوں انسانوں پر ان کی مرضی کے خلاف حکومت کی جا سکتی ہے، ہر قسم کی بد تہذیبی، بے ایمانی اور سخت گیری جائز ہے۔ لیکن خدا کے مقدس بناروں کی تعلیم کے لئے اس بیسویں صدی میں کوئی گنجائش نہیں۔ ایک اجنبی مرد، ایک اجنبی عورت کے گلے میں ہاتھ ڈال کر ناچ سکتا ہے مگر خدائی تہذیب کے لئے اس صدی میں دروازے بند ہیں۔

ہوش میں آؤ

اے اللہ کے بندو ہوش میں آؤ آج کی دنیا کو آئینی دنیا مانتے ہو —— یہ قوانین کی دنیا ہے۔ علم کا چرچا ہے لیکن جو قانون بھی بنتا ہے۔ ترمیم و تنسیخ کا شکار ہوتا ہے۔ دنیا اس کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیتی ہے ——کیا آپ اپنے اس آئینی دماغ کی کمزوری اور مجبوری پر غور نہیں کرتے؟ الیس منکم رجل رشید

خداوند قدوس کا قانون

قرآن مجید

اس کے مقابلہ میں اُس شخص کا پیش کیا ہوا قانون دیکھو جو ایک بیوہ ماں کے گھر.. کا چراغ بنتا ہے۔ جس کو یتیم سمجھ کر ایک غریب گھرانے کی دائی دودھ پلانے کے لئے لے جاتی ہے۔ وہ اسی بے سروسامانی میں پلتا ہے، غربت میں پرورش پاتا ہے چند دن میں ماں کا سایہ سر پر نہیں رہتا دادا کا انتقال ہو جاتا ہے۔ کوئی لکھانے پڑھانے والا نہیں، جس ملک میں پیدا ہوئے وہ تہذیب و تمدن سے ایسا دور جو لکھنے پڑھنے کو ہی عیب سمجھے۔ لیکن جب وہ قانون دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے بطحا کے سنگریزوں پر بیٹھ کر دنیا کو اس قانون کی تعلیم دیتا ہے۔ تو مادی اسباب کے فقدان کے باوجود یہ قانون قیامت تک کے لئے وسیلۂ نجات اور ہدایت نامۂ حیات قرار پاتا ہے۔ اور آج تک ۱۴ سو برس میں اس قانون نے کوئی ترمیم قبول نہیں کی ——

افسوس کا مقام

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج کل کی پڑھی لکھی دنیا، ڈپلومیسی اور بے ایمانی کی دنیا اپنے تمام عجز اور درماندگی کے باوجود اسلام کی اس برتری کا اعتراف نہیں کرتی —— جھوٹی تاویلوں اور شرارت آمیز پروپیگنڈے کے بل بوتے پر اپنی تہذیب کی کمزوریوں کو چھپاتی اور صدہا قسم کے جھوٹ بولتی ہے۔ اور اپنی چرب زبانی اور جھوٹے پروپیگنڈے کے زور میں اسلامی قوانین کی خوبیوں کو دبانا اور چھپانا چاہتی ہے۔

لیکن

یہ قانون اٹل ہے —— ہمیشہ رہے گا اور جس طرح ماضی میں اپنی انقلاب آفرین تعلیمات سے دنیا کی کایا پلٹ دی ہے۔ اسی طرح آج بھی یہ دنیا کی کایا پلٹ سکتا ہے — ذہنی و فکری انقلاب برپا کر سکتا ہے دل و دماغ کی دنیا بدل سکتا ہے حضرت علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے۔ کاش مجھے چند دن کی حکومت دی جائے تو پھر دیکھیں۔ قرآن کا قانون انقلاب لاتا ہے یا نہیں ——

کاش اس دعوت پر کوئی غور کرے؟ اور اسلامی قانون کو آزما کر دیکھئے ——

مگر کمی صرف

اس چیز کی ہے کہ آج کے مسلمان سارے کے سارے اس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں —— ان نام نہاد مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سرے سے قرآن عزیز پر عمل کرنے کا مخالف ہے ان کا نعرہ ہے کہ ہم ملا ازم کو قائم نہیں ہونے دیں گے۔ اب ان اللہ کے بندوں سے کوئی پوچھے کہ کیا ملا کے پاس کوئی اپنا بناوٹی دین ہے۔ اور کیا وہ دینِ فطرت کے خلاف اپنا کوئی نیا نظریۂ حیات رکھتا ہے —— اُس کے پاس تو وہی پونے چودہ سو سالہ پرانا نظام زندگی اور دستور حیات ہے۔ جسے کتاب اللہ بھی کہتے ہیں۔ اور وہ کلام اللہ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ قرآن عزیز اس کا سرمایۂ حیات اور حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی سائنٹفک تشریحات ہیں —— چنانچہ جو شخص یہ کہے کہ ہم ملا ازم قائم نہیں ہونے دیں گے۔ تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ کہ اس ملک میں کتاب و سنت کا قانون نافذ نہیں ہونے دیں گے ——

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ببانگ دہل فرمایا کرتے تھے اور علی وجہ البصیرت فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ الفاظ کہا کرتے تھے۔ اور وہ فوت ہو چکے ہیں۔ آج ان کی قبریں جہنم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں اور وہ مچھلی کی طرح تلے جا رہے ہیں ——

اللھم لا تجعلنا منھم۔

دوسرا گروہ نام نہاد مسلمانوں کا وہ ہے جو کہتا ہے کہ قرآن مجید کو تو نافذ کریں گے۔ مگر اس کا مفہوم و مطلب وہ نہیں لیں گے جو پونے چودہ سو سال سے اسلام کے فدائی، مفسرین عظام، شمع نبوت کے پروانے محدثین کرام اور جلیل القدر بزرگانِ دین بیان کرتے چلے آئے ہیں —— تیسرا گروہ جو نہایت اقلیت میں ہے دل سے چاہتا ہے کہ اسلام کا وہی نقشہ اور شریعت مطہرہ کے وہی خدو خال جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں تھے آج بھی رائج ہوں —— اور یہی ایک صورت ایسی ہے جسے اپنا کر مسلمانوں کو حقیقی، کامیابی حاصل ہو سکتی ہے اور وہ برکات و حسنات سے اپنے دامن مراد کو بھر سکتے

ہیں۔ مگر اول تو ان کے پاس وسائل کی کمی،

دوم اقلیت میں ہونے کے باعث اور معاشرہ میں پھیلی ہوئی بے حیائیوں کے.... سبب سے ان کی آواز پہ توجہ بہت کم دی جاتی ہے —

دوسرے ان کے پیروکار اور اکثر ان میں سے خود قربانی کی روح سے خالی ہیں اور دعوت الی الحق کے سچے مفہوم سے آشنا ہونے کے باوجود روح انقلاب ان کی سرد پڑ چکی ہے اور ظاہر ہے کہ بڑے کام اور اتنے بڑے انقلاب کے لئے کتنی بڑی قربانی کی ضرورت ہے۔ اور اگر قربانی ہی نہ ہو تو بیل منڈھے کیونکر چڑھے؟ — محض دفع الوقتی، خالی خولی باتوں اور حجروں کی خلوتیں آراستہ کرنے سے عظیم مقاصد بر نہیں آیا کرتے۔ دعوت الی الحق کی قربان گاہ پہ پہلے اپنی جان کی بھینٹ چڑھانے کے لئے آمادہ ہو جانا چاہیئے۔ اس راہ میں سنگلاخ منزلیں طے کرنی پڑیں گی، مشکلات و مصائب کے پہاڑوں سے گزرنا ہوگا۔ امتحان دینے ہونگے۔ مال و اولاد کی محبت سے مقابلہ ہوگا — اپنوں بیگانوں کی باتیں سہنا پڑیں گی۔ اور ہر قدم پہ اس شعر کی تفسیر ہونا

ترکِ جان و ترکِ مال و ترکِ سر
در طریقِ عشق اول منزل است

بچوں کا صفحہ

حضرت ابراہیم ادھم رحؒ

طارق محمود خالد

آپ ادھم کے حاکم تھے - آپ کا بچپن شاہزادگی میں گذرا - لباس خوراک اور رہن سہن میں پورا امیرانہ ٹھاٹھ تھا - بڑی شان و شوکت سے رہتے - خدا نے باپ کے بعد بادشاہت عطا فرمائی سلطنت ملنے کے باعث رعب اور دبدبہ میں اور اضافہ ہو گیا - آپ شکار کے بڑے شوقین تھے - روزانہ شکار کو نکل جاتے - ایک دن شکار سے واپس لوٹے تو دیکھا کہ خادمہ ان کے شاہی پلنگ پر لیٹی سو رہی ہے دراصل وہ بے چاری سارے دن کی تھکی ماندی تھی - شام کو بادشاہ کے پلنگ پر نرم اور گداز بستر جو بچھایا تو خیال کیا کہ ابھی بادشاہ کے آنے میں دیر ہے کیوں نہ ذرا سستا لوں — یونہی پلنگ پر دراز ہوئی - تھکی ماندی تو تھی ہی نرم بستر پر نیند نے فوراً اپنی آغوش میں لے لیا - ادھر سے بادشاہ سلامت بھی آ پہنچے - چابک ہاتھ میں تھا - خادمہ کو بستر پر دراز دیکھ کر لال پیلے ہو گئے اور اس گستاخی پر ایک چابک بھی رسید کر دیا وہ بے چاری تڑپ کر اٹھ بیٹھی اور ایک لمبی آہ کھینچ کر کہا - کہ حضور! اگر اس بستر پر چند منٹ لیٹنے کی سزا یہ ہے تو اُس کی سزا کیا ہو گی جو ہمیشہ اس پر سوتا ہے؟ بس پھر کیا تھا دل کی آواز اثر رکھتی ہے - دل پر چوٹ لگی اور دل کی دنیا بدل گئی اسی وقت بادشاہی چھوڑ کر فقیری اختیار کر لی اور دریا کے کنارے جنگل میں چلے گئے - اور پھر درویشی میں وہ مقام حاصل کیا کہ ایک دن امراء اور وزراء جنگل میں آپ کی زیارت کے لئے گئے - دیکھا کہ آپ دریا کے کنارے فرش زمین پر بیٹھے گودڑی سی رہے ہیں - امیروں وزیروں کے دل پر بھی چوٹ لگی - عرض کیا - حضرت یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ چلئے بادشاہی حاضر ہے - یہ سُن کر آپ نے اپنی سوئی دریا میں پھینک دی اور کہا کہ کوئی خادم میری سوئی تلاش کر دے - چنانچہ سب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے - بھلا اب دریا میں کون کودے؟ یہ کیفیت دیکھ کر آپ نے نعرہ لگایا اور فرمایا، "اے دریا کی مچھلیو! میری سوئی لا دو" — فرمانے کی دیر تھی - دیکھا کہ ایک مچھلی آپ کی وہی سوئی لئے کنارے پر حاضر ہے - آپ نے فرمایا کہ یہ بادشاہی اچھی ہے یا وہ بادشاہی؟ ؎

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ نگاہ کی تیغ بازی وہ سپاہ کی تیغ بازی

خدمتِ خلق

(محمد سعید ڈیروی ہفتم اے - مسلم ہائی سکول ملتان)

عادات کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے - اچھی عادات اور بُری عادات - جن انسانوں میں صفات محمودہ پائی جائیں وہ عزت کے قابل سمجھے جاتے ہیں جیسے قناعت اور صبر وغیرہ اور بُری صفات کے حامل انسان نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور ذلیل ہوتے ہیں جیسے طمع، لالچ، حرص وغیرہ اچھی صفات میں سے ایک صفت خدمتِ خلق کا جذبہ ہے - فرمان نبویؐ خیر الناس من ینفع الناس - انسان پر دو قسم کے حقوق ہیں - حقوق اللہ حقوق العباد — حقوق العباد میں خدمت خلق بہترین صفت ہے شاعر کہتا ہے ؎

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اسکا بندہ بنونگا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

تجربہ ثابت کرتا ہے کہ جن لوگوں نے خدمت خلق کا بیڑا اٹھایا ہے وہ دنیا میں نامور ہوئے - اُنہیں لوگوں نے کندھوں پر بٹھایا ؎

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

ہر شخص اپنے مخصوص دائرے میں خدمت خلق کر سکتا ہے بشرطیکہ سینے میں ایسا دل رکھتا ہو جس میں خدمت خلق کا جذبہ اور ہمدردی کا ولولہ موجود ہو - کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

دردِ دل کیواسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

جب تک انسان کے دل میں دوسروں کی مصیبت کا احساس نہ ہو خدمت کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا ؎

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

ایک استاد اگر قوم کے بچوں کو محنت سے پڑھائے، ایک تاجر اپنے گاہکوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئے، ایک ڈاکٹر مریضوں کا علاج ہمدردی سے کرے اچھی دوائیں استعمال کرے پوری توجّہ سے کام لے، غرباء کے ساتھ نیک سلوک کرے تو یہ خدمتِ خلق ہے — علاوہ ازیں غریبوں کی ہمدردی، بھوکے کو کھانا کھلانا جیسا کہ قرآن کریم میں اس کے خلاف کرنے والوں پر نکیر وارد ہے جو کہ اہل جہنم ایک سوال کے جواب میں کہیں گے لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین (الآیہ) اور اندھے کو راستہ دکھانا، گرتے کو تھامنا ؎

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو تب ہے کہ گرتے کو تھام لے ساقی

اور کسی مصیبت زدہ کے کام آنا ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

یہ سب خدمتِ خلق میں شامل ہیں - دعا ہے کہ باریٔ تعالیٰ جل شانہٗ ہم سب کو خدمت خلق کی توفیق عطا فرماوے - آمین ثم آمین -

جنّت میں داخلہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آیتہ الکرسی قرآن مجید کی افضل ترین آیت ہے جو شخص اس کو ہر نماز کے بعد پڑھتا رہے اس کے داخلِ جنّت ہونے میں صرف موت آنے تک کی دیر ہے -

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

بہ تحشیۂ جدیدہ

رنگین — دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتّبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقّہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلّد قسم اوّل	مجلّد قسم دوم	مجلّد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
۲۰/- روپے	۱۲/- روپے	۱۰/- روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

قرآن مجید

(سندھی ترجمہ)

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا و سیدنا تاج محمود امروٹی نوّر اللہ مرقدہٗ

شائع ہو گیا ہے

ہدیہ فی جلد سات روپے ڈاک خرچ دو روپے کُل نو روپے۔ پیشگی بھیج کر طلب کریں۔

(فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)